عورت اور حق تعلیم

اسلام، پاکستان اور دیگر مذاہب میں

ویمن اینڈ فیملی کمیشن

جماعت اسلامی حلقہ خواتین

بسم الله الرحمن الرحيم

قوموں کی صحیح تربیت طبقہ نسواں کی صحیح تربیت پر موقوف ہے۔

اس قوم سے بڑھ کر خوش نصیب قوم کوئی نہیں جس کا طبقہ نسواں
اپنے فرائض کی بجا آوری کا اہل ہو اور کشمکش گاہ حیات میں
اپنا وظیفہ ٹھیک ادا کرے۔

(مولانا غلام رسول مہر)

محترمہ عطیہ نثار صاحبہ

صدر ویمن اینڈ فیملی کمیشن سندھ

کراچی

آپ کے ارسال کردہ مسودات جو خواتین کے حقوق کے سلسلے میں ہیں میں نے مطالعہ کر لئے ہیں ان مسوات میں اسلامی قوانین ہیں اور قرآن و سنت کے حوالے سے خواتین کے حقوق پر جو مواد جمع کیا گیا ہے وہ اساسی نوعیت کا ہے اور اسی پر حقوق نسواں کے تمام مسائل متشرع ہوتے ہیں۔ حقوق نسواں کے حوالے سے مغربی پروپیگنڈا جو یہ ثابت کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور صرف کئے ہوئے ہے کہ اسلام میں عورتوں کے حوالے سے اعتدال نہیں پایا جاتا بلکہ یہاں تک کہنے سے بھی گریز نہیں کیا جاتا کہ عورتوں کے حقوق کے معاملے میں اسلام میں شدت، تنگ نظری اور تعصب پایا جاتا ہے، زیر نظر مسودات سے اس پروپیگنڈا کا موثر توڑ، جواب اور سدباب ممکن ہو گا

یہ بات بھی دیباچہ میں واضح کرنے کی ضرورت ہے کہ ہر قوم کا اپنا کلچر ہوتا ہے اور کلچر کے معاملات میں ہر قوم آزادی و خود مختاری کی علم بردار ہے اور عالمی سطح پر یہ بات طے شدہ ہے کہ کوئی کسی پر جبراً اپنا نظریہ اور اپنا کلچر مسلط نہیں کر سکتا کہ یہ بنیادی انسانی حقوق کے خلاف ہے لہذا اسلامی تہذیب و ثقافت کا بھی اپنا انداز اور اپنی روایات ہیں جنہیں اپنانے اختیار کرنے اور جن کی حفاظت کرنے کا حق مسلم قوم کو فطری طور پر بھی اور UNO کے چارٹر کے تحت بھی حاصل ہے چنانچہ اسلامی کلچر میں اگر

بعض چیزیں ایسی بھی ہوں جو کسی اور کلچر میں ناپسندیدہ ہوں تو ہوا کریں اس پر اعتراض کرنا بے جا اور بنیادی انسانی حقوق کے چارٹر کے خلاف ہے۔ اگر بعض معاملات میں مسلم عورت کو وہ حقوق حاصل نہ بھی ہوں جنہیں مغربی معاشرہ حق سمجھتا ہے (جیسے ہم جنس پرستی وغیرہ) تو اسے مسلم خواتین کے حقوق میں کمی یا زیادتی نہیں کہا جاسکتا کہ اسلام میں اسے حق تسلیم ہی نہیں کیا گیا۔ مسلم خواتین کو بھی چاہیے کہ وہ حقوق کی بات کرتے ہوئے اس بات کو پیش نظر رکھیں کہ مخلوق کا حق وہی ہے جو خالق نے عطا کر دیا ہے۔ بلاواسطہ ہو یا بالواسطہ اور جسے خالق نے حق نہیں کہا اسے مخلوق کو بھی حقوق کے زمرے میں شامل نہیں کرنا چاہیے

واللہ اعلم الصواب

ڈاکٹر نور احمد شاہتاز

ڈائریکٹر

دیباچہ

موجودہ زمانے میں حقوق نسواں کی تحریکیں، ادارے اور این۔جی۔اوز زور وشور سے عورتوں کو ان کے حقوق دلوانے کے لئے سر گرام ہیں۔ مختلف مباحثوں، سیمینار، کنونشن اور قرار دادوں کے ذریعے عورت کو شعور وادراک دیا جارہا ہے کہ اس کے کیا حقوق ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ عورتوں کے ساتھ امتیازی سلوک کا خاتمہ اور انہیں مردوں کے شانہ بشانہ کھڑا کرنا ہی ان تحریکوں کا ہدف ہے۔ اقوام متحدہ اس مقصد کے لئے وسائل اور فکری مواد دونوں فراخدلی کے ساتھ فراہم کر رہا ہے۔ ایسے تمام عناصر کو بہت محنت سے اجاگر کیا جارہا ہے جو عورتوں کے ساتھ امتیازی برتاؤ کرتے ہیں اس محنت اور غوطہ زنی کے نتیجہ میں جو نام سامنے آئے ہیں ان میں اسلام اور پاکستان بہت اہم ہیں۔ یہ کہا جارہا ہے کہ اسلام عورتوں سے امتیازی سلوک کرتا ہے۔ اسلام کے معاشرتی ضابطے عورتوں کو فائدہ نہیں دیتے اس لئے اقوام متحدہ کے چارٹر کی دنیا کی تمام عورتوں کو پابندی کرنی چاہیے۔ دنیا کے تمام ممالک خصوصاً اسلامی ممالک کو اپنی اقدار میں واضح تبدیلی کرتے ہوئے اس کو چارٹر کے مطابق ڈھال لینا چاہیے

ویمن اینڈ فیملی کمیشن اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ جس رب نے ہمیں بنایا اور نعمتوں سے مالامال کیا وہ اپنے بھیجے ہوئے دین میں کسی بھی مخلوق کے ساتھ کوئی امتیازی رویہ نہیں روا رکھتا (وہی نہ جانے گا جس نے پیدا کیا (القرآن) عورتوں کے حقوق کیا ہیں اسلام نے انہیں کیا حقوق دیئے ہیں اور جدید دنیا کی عورتوں کے حقوق کے لحاظ سے کیا صورتحال ہے اور ان سے امتیازی سلوک کیا ہے؟

ویمن اینڈ فیملی کمیشن جماعت اسلامی کی اسلام میں عورتوں کو دیئے گئے حقوق سے دنیا کو متعارف کرانے کی کوشش ہے۔ زیر نظر کتابچہ عورتوں کی تعلیمی حقوق سے متعلق ہے۔ اسلام میں عورتوں کو تعلیم سے متعلق کیا حقوق حاصل ہیں۔ دنیا میں عورتوں کے تعلیمی حق کی کیا صورتحال ہے؟ نیز عورتوں کی بہتر اور خوش آئند زندگی کا لائحہ عمل کیا ہو؟ زیر نظر کتابچہ ان تمام نکات پر بحث کرتا ہے

ویمن اینڈ فیملی کمیشن اپنے تمام ممبران خصوصاً نائلہ اقتدار ممبر ویمن اینڈ فیملی کمیشن (سندھ) کا شکر گزار ہے، جن کی کاوشوں اور شبانہ روز جدوجہد کی وجہ سے یہ کام مکمل ہو سکا ہے۔

سمیحہ راحیل قاضی

صدر

ویمن اینڈ فیملی کمیشن

پیش لفظ

کچھ عرصہ پہلے ایک مضمون نظر سے گزرا جس کا عنوان تھا " فرانس میں عورتیں گھروں کو واپس لوٹنا چاہتی ہیں، جس میں فاضل مصنف نے اس رجحان پر بحث کی تھی کہ مغرب کی عورت جو اعلی تعلیم یافتہ ہے اور ایک بہترین ملازمت بھی رکھتی ہے اس زندگی سے بیزار ہو چکی ہے اور واپس اپنی گھریلو زندگی کی طرف آنا چاہتی ہے۔ آخر کیا وجہ ہے کہ تحریک نسائیت جس کا آغاز ہی فرانس سے ہوا جہاں عورت نے اپنے معاشی، سیاسی او رتعلیمی حقوق حاصل کرنے کی جد و جہد شروع کی وہیں سے اب یہ آواز میں بھی بلند ہورہی ہیں۔ دنیا پر گزرنے والے مختلف زمانوں میں عورت اور تعلیم کے لحاظ سے مختلف ادوار گزرے ہیں جن میں ایک دور تھا جبکہ عورت پر تعلیم کے دروازے سے بالکل بند تھے۔(اس طرح غلاموں پر تھے) اور وہ انسانیت کا ایک ناکارہ اور بے کار جزو سمجھی جاتی تھی یہ اسی جبر اور دباؤ کا نتیجہ تھا کہ عورت ان زنجیروں کو توڑ کر دوسری انتہا پر پہنچ گئی۔ یقیناً یہ ایک فطری ردعمل تھا اُس انتہا کے بارے میں بھی تاریخ گواہ ہے کہ وہ ایک سیاہ باب تھا انسان کی اس صنف کے ساتھ ظلم وستم اور تشدد کی ختم نہ ہونے والی داستانوں اور اس کے معاشرے پر اثرات کے تجزیوں سے کتابوں کے صفحات سیاہ ہیں۔ ترقی نسواں کی اس جدید کروٹ کے نتیجے میں ہونے والی نشاۃ ثانی کی بھی غیر جانبدارانہ اور تجزیاتی کوششیں کافی عرصے سے شروع ہو چکی ہیں اور عورت کی اس جدید تعلیم ، اس کے مضر اثرات ، اور اس کے تعلیم یافتہ ہونے کی صورت میں اسکے بنیادی فرائض میں پڑنے والے خلل سے متعلق اعداد وشماراور علمی تجزیے مثبت

سوچ رکھنے والے معاشرے کے در دمند اسکالرز اور محققین کی جانب سے پیش کئے جارہے ہیں جن میں سب سے اہم مسئلہ عورت کی تعلیم کا اثر اس کے جسمانی ، ذہنی اور روحانی کردار ،یعنی نسل کی بالیدگی اور پرورش کرنے کی ذمہ داری ، پر اثرانداز ہوتا ہے اور اس پہلو پر مستند اعداد وشمار حقائق کے ساتھ پیش کئے گئے ہیں تمام عورت کی تولیدی صلاحیت کو متاثر کررہی ہے نیز جن دائرہ کار میں مردوں کو کام کرنے کی ضرورت ہے وہاں بھی عورتوں کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے جیسے فوج ، پولیس ، ر ایک کا انتظام وغیرہ۔اس غیر ضروری مساوات سے خودعورتیں انتشار کا شکار ہیں۔اس صورتحال میں اعتدال کی راہ کیا ہو،اور عورت کے لیے تعلیم وعمل کے مواقع کہاں کہاں کن حدود کے ساتھ فراہم کئے جائیں یہ کتابچہ انھی عوامل اور مضمرات سے بحث کرتا ہے۔اللہ سے دعا ہے کہ وہ اس کوشش کو قبول فرمائے۔

نائلہ اقتدار

ممبر ویمن اینڈ فیملی کمیشن

جون 2010 ء

فہرست مضامین

- اسلام میں عورت کی تعلیم وتربیت کے حقوق
- گھروالوں کے لئے عورت کی تعلیم کی ہدایت
- عورت کی تعلیم کی قانونی حیثیت
- مسلمان عورتوں کا علمی ذوق وشوق
- عورتوں کی مناسب تعلیم وتربیت کے دائرے
  1. تعلیم برائے خواندگی
  2. مذہبی واخلاقی تعلیم
  3. ازدواجی تعلیم
  4. تعلیم برائے صحت
- دیگر تہذیبوں میں عورت کی تعلیم
  - مغربی ممالک میں عورت کا حق تعلیم
  - کیمبرج یونیورسٹی میں خواتین کے داخلے کا آغاز
  - تعلیم کے حق کا عالمی ڈیکلریشن
- آئین پاکستان میں تعلیم کا حق
- حق تعلیم کی جدوجہد کے اثرات
- سفارشات

اسلام میں عورت کی تعلیم و تربیت

اسلام میں اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری کا مطالبہ مرد و عورت دونوں سے کیا گیا ہے اور اس کے لئے ضروری ہے کہ مرد کے ساتھ ساتھ عورت بھی دین کی تعلیمات سے پوری طرح واقف ہو۔اسی لئے اسلام کی بنیاد معاشرے کی تعمیر کرتے ہوئے عورت کو بھی اس کا حصہ قرار دیا گیا اور ان سے عہد لیا گیا کہ:

"اے نبی ﷺ جب مومن عورتیں ان باتوں پر بیعت کرنے کے لئے تمھارے پاس آئیں کہ وہ اللہ کے ساتھ نہ کسی کو شریک ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ زنا کا ارتکاب کریں گی اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ جانتے بوجھتے کسی پر بہتان باندھیں گی ، نہ تمہارے کسی معروف کی نافرمانی کریں گی تو تم ان سے بیعت لے لو اور ان کے لئے اللہ سے مغفرت کی دعا کرو بلاشبہ اللہ بخشنے والا ہے۔"(الممتحنہ:12)

اسی لئے حضور ﷺ کے دور میں عورتوں کے اندر احکام دین جاننے اور سمجھنے کی ایسی تڑپ پیدا ہوگئی تھی کہ وہ اس کی جستجو میں لگی رہتی تھیں۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: "انصار کی عورتیں بھی بہت خوب تھیں، دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرنے کے سلسلے میں حیاء اور شرم ان کے لئے رکاوٹ نہیں بنی تھی"۔(صحیح مسلم)

اسی طرح خواتین کے ذوق وشوق کا اندازہ حضرت عائشہ کے ان الفاظ سے بھی ہوتا ہے۔"حضوراکرم ﷺ کے عہد میں ایک آیت نازل ہوتی تو ہم اس میں بتائے ہوئے حلال وحرام اور امرونہی کو حفظ کر لیتے گو کہ اس کے الفاظ کو از بر نہ کریں۔"

حضور ﷺ کو بھی عورتوں کی تعلیم وتربیت کا اتنا خیال تھا کہ آپ عورتوں کو بھی مخاطب کرتے، اور تلقین فرماتے۔ایک عید کے موقع پر حضرت عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:" آپ ﷺ کو خیال ہوا کہ آپ عورتوں کو اپنی بات نہیں سنا سکے ہیں تو آپ نے دوبارہ ان کو نصیحت کی اور صدقہ و خیرات کا حکم دیا"۔(صحیح بخاری)

حضور کریم ﷺ عورتوں کی علمی پیاس بجھانے کے لئے کبھی کبھی ان کے لئے علیحدہ مواقع بھی عطا فرماتے تھے تاکہ وہ بھر پور استفادہ کر سکیں۔ صحیح بخاری میں ہے : عورتوں نے نبی ﷺ سے کہا کہ آپ کے دربار میں مردوں کا ہجوم رہتا ہے (اس وجہ سے ہم استفادہ نہیں کر پاتے) لہذا آپ ہمارے لئے الگ ایک دن مقرر کیجئے۔چنانچہ آپ ﷺ ایک دن متعین کر کے ان کے پاس تشریف لے گئے اور وعظ و نصیحت فرمائی اور انہیں نیک کاموں کا حکم دیا۔(باب ہل یجعل للنساء - کتاب العلم)

حضور ﷺ نے عورتوں کی تعلیم و تذکیر کے لئے اپنے نمائندے بھی مامور کئے۔ابو داؤد میں ہے کہ "ام عطیہؓ کی روایت ہے کہ رسول ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو آپ نے (ہم) انصار کی عورتوں کو ایک گھر میں جمع کیا اور ہمارے پاس عمر بن خطابؓ کو نصیحت کے لئے بھیجا انہوں نے دروازے کے پاس کھڑے ہوکر سلام کیا، ہم نے سلام کا جواب دیا۔اس کے بعد انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے قاصد کی حیثیت سے تمھارے پاس آیا ہوں۔چنانچہ حضرت عمرؓ کے واسطے سے یہ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے ہم کو حکم دیا ہے کہ عیدین میں نوجوان اور حیض والی خواتین کو بھی عید گاہ لے چلیں اور یہ کہ ہم

پر جمعه فرض نہیں ہے اور یہ کہ آپ ﷺ نے ہمیں جنازوں کے پیچھے چلنے سے منع کیا ہے۔(کتاب الصلوۃ باب خروج النساء في العيد)

گھر والوں کے لئے عورت کی تعلیم کی ہدایت

عورت کی پہلی تعلیم گاہ اس کا گھر ہے۔ قرآن میں واضح حکم ہے

یٰایھا الذین اٰمنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل کو جہنم کی آگ سے بچاؤ"۔(التحریم:6)

عورتوں کی تعلیم و تربیت کے لئے بے پایاں ثواب کی بشارت بھی دی گئی۔ ابو داؤد میں ہے "حضور ﷺ نے فرمایا جس نے تین لڑکیوں کی پرورش کی ، ان کو ادب اور سلیقہ سکھایا، ان کی شادی کی اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو اس کے لئے جنت ہے۔"

صحیح بخاری میں ہے: "مالک بن حویرثؓ کہتے ہیں کہ ہم چند نوجوان حضور ﷺ کی خدمت میں دین کی تعلیم کے غرض سے بیس دن رہے پھر آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ اپنی بیوی بچوں کی طرف اور ان ہی میں رہو اور ان کو دین کی باتیں سکھاؤ اور ان پر عمل کا حکم دو۔"

اسی طرح شوہروں کو خاص طور پر ہدایت کی گئی کہ اپنی بیویوں کو تعلیم دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: " بلاشبہ اللہ نے سورۃ بقرہ کو ایسی دو آیتوں پر ختم کیا ہے جو مجھ کو اس

مخصوس خزانہ سے دی گئی ہیں جو عرش کے نیچے ہے، پس تم خود بھی اس کو سیکھو اور اپنی بیویوں کو بھی سکھاؤ"۔(داری، کتاب الفضائل القرآن)۔

حضرت عمرؓ نے کوفہ والوں کو لکھا: "اپنی بیویوں کو سورۃ النور کی تعلیم دو" (تفسیر قرطبی جلد 12 ص158)

عورت کی تعلیم کی قانونی حیثیت

عورت کی تعلیم کو صرف دینی اور اخلاقی حیثیت ہی نہیں بلکہ انہیں قانونی حیثیت دی گئی ہے۔علامہ ابن الحاجؒ لکھتے ہیں: "اگر عورت دین کے معاملے میں اپنا حق شوہر سے طلب کرے اور حاکم کے پاس اس کا مدافع کر دے اور اپنی دینی تعلیم کا اس سے تقاضا کرے۔ کیونکہ اس کا یہ حق ہے کہ یا تو شوہر خود ہی اس کو تعلیم دے یا اس کو گھر سے باہر جا کر تعلیم حاصل کرنے کی اجازت دے تو حاکم پر ضروری ہے کہ وہ شوہر کو اس مطالبے کی تکمیل پر مجبور کرے جس طرح دنیوی حقوق کے سلسلے میں کرتا ہے کیونکہ دینی حقوق زیادہ اہم ہیں۔

مسلمان عورتوں کا ذوق وشوق

اسلام نے واضح طور پر عورتوں اور مردوں کو یکساں واجب الاحترام قرار دیا اور اعلان کر دیا کہ : نیک عمل جو کوئی بھی کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشر طیکہ صاحب ایمان ہو تو ہم اسے ضرور ایک پاکیزہ زندگی عطا کریں گے اور ان کے اچھے کاموں کے عوض میں ضرور اجر دیں گئے۔(النحل:98)

اس طرح معاشرہ میں مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کو ذمہ دار اور جوابدہ بنا دیا گیا۔پیارے نبی کریم ﷺ کے زمانے میں عورتوں میں دین کی تعلیمات سے واقفیت کا ایساذ وق و شوق پیدا ہو گیا کہ وہی عورت جو پہلے علم وتہذیب سے بے بہرہ سمجھی جاتی تھی اور علم کے دروازے اس پر بند تھے ان تعلیمات کے نتیجے میں حضور اکرم ﷺ کے زمانے سے آج تک ہر دور میں ایسی خواتین کی بڑی تعداد نظر آتی ہے جو منبع علم و ہدایت تھیں۔ ادیب ، مصنفہ ، راوی حدیث ، شاعری، تاریخ ،معلمہ ، مربیہ اور قرآن پر عبور رکھنے والی خواتین جن سے صحابہ کرام اور بعد کے بزرگوں نے علمی استفادہ حاصل کیا اور انھوں نے مشہور محدثین اور مفسرین کی تربیت کی۔

حضرت عروہ بن زبیرؓ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے بارے میں کہا کہ:"میں نے کوئی ایسی عورت یا مرد نہیں دیکھا جو قرآن ،فرائض، حلال وحرام ، ادب ، شاعری ، تاریخ عرب اور علم الانساب میں عائشہؓ سے بڑھ کر ہو"۔(تذکرہ الحفاظ ، جلد اول 27)

حضرت ام سلمہؓ کے متعلق حافظ ابن حجرؒ کا بیان ہے کہ: "اللہ تعالی نے انہیں غیر معمولی ذہانت اور صحیح قوت فیصلہ سے نوازا تھا) - (الاصابہ فی تمیز الصحابہ۔جلد دوم صفحہ 459)

حضرت انسؓ کی والدہ ام سلیمؓ کے بارے میں امام نووی نے لکھا ہے کہ: وہ نبی کریم ﷺ کے عالم و فاضل صحابہ وصحابیات میں سے تھیں"۔(تہذیب الاسماء والصفات جلد دوم صفحہ 363)

حضرت ام عطیہؓ نے حفصہؓ بنت سیرین کے بارے میں کہا ہے کہ ان کا شمار مشہور ججوں اور قانون دانوں میں ہوتا تھا۔(تہذیب الاسماء والصفات جلد دوم ص 409)

امام مالکؒ کی صاحبزادی کے بارے میں ملتا ہے کہ ان کے علم فضل پر امام مالک کوا تنا اعتماد تھا کہ اگر دوران درس کوئی شاگرد غلطی کرتا تو ان کی بیٹی گھر کے اندر سے دروازہ بجا دیتیں اور امام صاحب شاگرد سے کہتے کہ سبق دہراؤ۔

عورت کو حضور ﷺ نے امامت کا حق بھی دیا ہے۔ام ورقہ بن نوفلؓ کے متعلق حضور ﷺ کا حکم ملتا ہے کہ تم اپنے گھر میں جماعت کی امامت کرو۔وہ حافظہ قرآن تھیں۔(ابوداؤد)

اسلام نے لونڈیوں اور غلاموں میں بھی علم کا ایسا شوق پیدا کر دیا تھا کہ دو شریت کی بھی روح کو صحیح روح کو سمجھتے تھے۔ایک مرتبہ امام اشعبؒ کچھ سبزی ایک باندی سے خریدی لیکن اس کی ادائیگی کے لئے اناج موجود نہ تھا اس لئے انھوں نے باندی سے کہا کہ شام کوگھر آ کر لے جانا اس نے کہا کہ یہ ناجائز ہے کیونکہ شریعت نے اجناس طعام کی دست بدست ادائیگی کا حکم دیا ہے۔(مدخل الج، جلد اول صفحہ 216)

تمام علمی و عبادتی مجالس میں بھی عورتیں ذوق و شوق سے شرکت کرتیں۔خولہ بنت قیسؓ کہتی ہیں کہ:"جمعہ کے دن میں رسول اللہ ﷺ کا خطبہ اچھی طرح سنتی تھی حالانکہ میں عورتوں میں سب سے آخر میں ہوتی۔"(طبقات ابن سعد جلد 8 ص 217)

علامہ شوکانیؒ لکھتے ہیں:"علماء میں کسی سے یہ منقول نہیں ہے کہ انھوں نے کسی خاتون کی روایت کو محض اس کے خاتون ہونے کی وجہ سے رد کر دیا ہو۔(نیل الاوطاء 122ص)

علامہ ابن حجرؒ نے الاصابہ میں قرون اولی کی صرف جن محدث خواتین کا تذکرہ کیا ہے ان کی تعداد 1533 ہے۔جو صحابیات مسند درس وتدریس سنبھالے ہوئے تھیں ان سے استفادہ کرنے والوں میں ہر شعبہ زندگی کے افراد شامل ہوتے تھے۔ صرف حضرت عائشہؓ سے استفادہ کرنے والوں میں حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ، حضرت عمرو بن العاصؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ جیسے حکمرانوں کے ساتھ ساتھ عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ جیسے محدث اور سعید بن صہیبؓ جیسے بے مثال فقیہ شامل تھے۔

مشہور مورخ خطیب بغدادی نے اپنی شہرہ آفاق کتاب "تاریخ بغداد" میں صرف بغداد سے تعلق رکھنے والی 132 خواتین کا تذکرہ کیا ہے جو علم فضل کے اعتبار سے نامور تھیں۔

عورتوں کی مناسب تعلیم و تربیت کے دائرے

اس وقت جب پوری دنیا میں عورتوں پر تعلیم کے دروازے بند تھے ، شریعت نے واضح تعلیمات دیں کہ عورت معاشرے کا اہم رکن ہے۔اور ضروری ہے کہ ان پر تربیت و رہنمائی کے دروازے بند نہ کئے جائیں تا کہ ان کی فطری صلاحیتیں پروان چڑھیں اور ان کی فطری خوبیاں جلاپائیں۔

اس وقت تو مغرب میں بھی تحقیق سے یہ بات سامنے آچکی ہے کہ عورت کا وجدان ،عقلی قوت ، اخلاقی قوت اور طبی خصوصیات مردوں سے مختلف ہیں۔شریعت انسانی علوم کی محتاج نہیں وہ انسان کی فلاح کیلئے دائمی اصول طے کر دیتی ہے خواہ انسان اپنی کم عقلی اور

کم علمی کی بنا پر اسے نہ مجھ سکے۔اسلام کے تصور علم میں تعلیم اور سیرت سازی دونوں کی یکساں اہمیت ہے۔عورت کا وظیفہ حیات ہی مردوں سے مختلف ہے۔وہ فیکٹریوں میں اشیاء کی پیداوار کے لئے نہیں بلکہ انسانیت سازی اور اس کی حفاظت وتربیت کے لئے پیدا کی گئی ہے۔

اس لئے عورتوں کی تعلیم و تربیت ان کے خصوصی حالات کی رعایت سے کی جانی چاہیے یعنی حمل وولادت، رضاعت و پرورش، اندرون خانہ سرگرمیاں اور ذمہ داریوں کو مدنظر رکھ کر ان کی تعلیم وتربیت کا انتظام کیا جائے۔اس کے لئے درج ذیل دائروں میں اس کی تعلیم وتربیت کا انتظام ضروری ہے

1. تعلیم برائے خواندگی Literacy
2. مذہبی و اخلاقی تعلیم Moral Education
3. از دواجی تعلیم Marital Education
4. تعلیم برائے صحت Health Education

تعلیم برائے خواندگی Literacy

مرداور عورت اس معاشرے میں یکساں طور پر ایک دوسرے کے محتاج ہیں۔نہ عورت مرد سے مستثنیٰ ہوسکتی ہے اور نہ مردعورت سے بے نیاز رہ سکتا ہے لیکن یہ بات بھی اہم ہے کہ ان دونوں اصناف کی استعداد وصلاحیتیں جداگانہ ہیں۔اور ان کے فرائض کے دائرے الگ ہیں۔

اسلام نے انسان ہونے کے ناطے عورت اور مرد کو برابر قرار دیا ،کسی کو دوسرے پر محض مرد یا عورت ہونے کی بناپر فضیلت حاصل نہیں ہے۔اسی لئے اسلام نے عورت کو دیگر حقوق کی طرح تعلم وتعلیم کا بھی پورا پوراحق دیا ہے۔

قرآن کا ارشاد ہے: عَلَّمَ الإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ﴿٥﴾

ترجمہ: اللہ تعالی نے انسان کو ان چیزوں کی تعلیم دی جنہیں وہ نہیں جانتا تھا۔(سورۃ العلق 5:)

لفظ انسان میں مرد اور عورت دونوں مراد ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے ایک قاعدے کے طور پر فرمایا ہے کہ عورت کاحکم بھی مرد والا حکم ہی ہوتا ہے الّا یہ کہ کوئی دلیل مردوں کو خاص کردے۔اس لئے شریعت نے مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کی تعلیم وتربیت کے لئے ان کے والدین کو ترغیب دلائی، جب یہ طے ہوگیاکہ حصول علم عورت کا حق ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ طریقہ تعلیم کیا ہو؟

امام بخاری نے صحیح بخاری میں باب قائم کیا جس کا عنوان ہے: "هل يجعل للنساء يوما عليحدة »، اور یہ ثابت کیا کہ عورتوں کا گھر سے باہر کی جگہ جمع ہونا اورعلم حاصل کرنا جائز ہے۔اور رسول ﷺ کے دور سے اس کی نظیر ملتی ہے۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں: مختلف احادیث کی بناء پر علماء نے کہا ہے کہ عورت کو مسجد جانے کی اجازت اس وقت دی جائے گی جبکہ وہ خوشبو لگائے ہوئے نہ ہو۔زیب وزینت سے آراستہ

نہ ہو ایسے پازیب نہ پہنے ہوئے ہے جس کی جھنکار سنائی دے۔بھڑکیلے لباس میں ملبوس نہ ہو۔مردوں کے ساتھ خلط ملط نہ ہو۔ایسی حالت میں نہ ہو جس سے وہ فتنے کا باعث بنے۔ (اسلام میں حیثیت نسواں ص257)

تعلیم کا مفہوم

تعلیم کے لئے خواندگی (Literacy) کالفظ بھی استعمال کیا جاتا ہے۔یعنی لکھنا پڑھنا سیکھنا۔پاکستان میں ان لوگوں کی خواندہ تسلیم کیا جاتا ہے جنہیں صرف اپنا نام لکھنا آتا ہو لیکن خواندگی کالفظ تعلیم کے ہم معنی نہیں کیا صرف پڑھنے لکھنے سے علم اور شعور بھی آ جاتا ہے۔تعلیم کا لفظ "علم" سے نکلا ہے علم (Knowledge) اور تعلیم(Education)دو علیحدہ چیزیں ہیں علم کے معنی ہیں جاننا ۔علم کسی تصور کا نام ہے۔اور تعلیم ایک شعوری تسلسل اور منظم عمل (Process) کا نام ہے۔تعلیم کا مفہوم یہ ہے کہ ایک فرد سے دوسرے فرد تک اور ایک نسل سے دوسری نسل تک عقائد،خیالات ، اور روانج منتقل کر دیا جائے۔

تعلیم ان تمام سرگرمیوں کا مجموعہ ہے جن کے ذریعے ایک شخص بحیثیت رکن معاشرہ جس میں وہ رہتا ہے اپنی صلاحیتوں ، رجحانات ، عادات اور افادیت رکھنے والے دوسرے معاشرتی پہلوؤں کی نشوونما کرتا ہے۔

امام غزالیؒ کہتے ہیں : "تعلیم انسانی معاشرے کے بالغ ارکان کی ایسی جدو جہد ہے جس سے آنے والی نسلوں کی نشوونما اور تشکیل زندگی رضائے الہی کے مطابق بن سکے۔"

اسی طرح تعلیم کی ایک تعریف یہ بیان کی گئی ہے کہ

Training and developing knowledge, skills and character by formal schooling teaching and training (Dictionary of Webster)

اسلامی نظریہ تعلیم

یورپ میں مختلف ماہرین نے تعلیم کی بہت اچھی تعریفیں بیان کی ہیں۔

- سقراط نے کہا: تعلیم سچائی کی تلاش کا نام ہے۔
- ارسطو کے خیال میں صحت مند جسم میں صحت مند دماغ کا نام تعلیم ہے۔
- افلاطون کے خیال میں تعلیم کا مقصد روح اور جسم کی بالیدگی ہے۔

یہ تمام تعریفیں اچھی ہیں مگر ناقص اورادھوری ہیں۔مثلاً ارسطو ذہنی نشو ونما کی بات کرتا ہے اور ہربرٹ نے اخلاقی نشوونما کی بات کیا ہے مگر **اخلاق** کی تعریف کون طے کرے گا۔آج جو بات ایک ملک اور قوم میں اخلاق سمجھی جاتی ہے دوسری قوم اسے اخلاق نہیں سمجھتی۔

اخلاقیات کے تصور بظاہر ہر قوم میں مختلف ہیں۔ان کے پاس اخلاقیات کا تصور زمان و مکان سے بدل جاتا ہے۔اس طرح سچائی کیا ہے؟ اسے کون طے کرے گا؟ روح کیا چیز ہے؟ روح کے بارے میں خالق کائنات کے علاوہ کوئی نہیں بتاسکتا۔ یہ ساری تعریفیں صحیح ہوسکتی ہیں اگر ان کا معیار اللہ تعالی کی دی ہوئی رہنمائی (Divine Guidance) کے تحت طے کیا جائے۔

" اہل علم عام ہیں کمیاب ہیں اہل نظر "

اسی کے تحصیل علم کے ذرائع میں سے حواس، عقل ، مشاہدات اور تجربات کا درجہ پست ہے اور اس سے برترذریعہ علم وحی الٰہی ہے۔جو حواس سے ماوراء ہے۔ اگر اللہ تعالی کی دی ہوئی ہدایت نہ ہو تو عقل بھی انسان کی درست رہنمائی نہیں کر سکتی۔اور حواس بھی انسان کو دھوکا دے جاتے ہیں۔

اسی لئے قرآن میں کہا گیا:" **ما ليس لك به العلم** ، ترجمہ: کسی ایسی چیز کے پیچھے نہ پڑو جس کا تمہیں علم نہیں۔

نبی کریم ﷺ نے ایسے علم سے پناہ مانگی جس کا اثر انسان کی عملی زندگی پر نہ ہو:" اللهم اني اعوذ بك من علم لا ينفع - ترجمہ: اے اللہ میں ایسے علم سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو نفع نہ دے۔(مشکوۃ المصابیح باب استعاذة)

یعنی تعلیم کا مقصد فرد کے کردار کی ایسی تعمیر ہے جس سے وہ کائنات کے لئے رحمت ثابت ہو۔اسی لئے پہلا انسان کی روشنی کے ساتھ زمین پر اتارا گیا۔انسانیت کا اولین معلم خود خالق کائنات کی ذات تھی۔**وعلم ادم الاسماء کلها** سے نصاب کا آغاز ہوا۔

اس لئے اس نظام تعلیم سے فارغ ہونے والے طالب علموں کی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ ان کے عقائد کا ماخذ دین اسلام ہوتا ہے۔اسکے حلال و حرام اور پسندناپسند کا معیارا حکام قرآنی پر ہوتا ہے اس کی معاشرت ، اس کی معیشت اس کی سیاست سب قرآن وسنت کی تعلیمات کے مطابق طے پاتی ہیں۔غرض یہ کہ اسلام تعلیم کو ایک نصب العین سے ہم آہنگ کرتا ہے۔وہ ایسے علم کی نفی کرتا ہے جس میں انسان اپنے خالق ہی کو نہ پہچانے۔ قرآن میں انسان کا انفرادی، اجتماعی مقصد زندگی واضح طور پر بتایا گیا ہے۔

اور میں نے جن اور انسان کو اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔(الذاریات 56)

اسلام ایسے افراد چاہتا ہے جو انفرادی طور پر اس عظیم مقصد کے ساتھ وابستگی رکھیں اور اجتماعی طور پر اسلامی ریاست کے اچھے شہری ثابت ہو سکیں، ارشاد ہے: " تم وہ بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے نکالی گئی ہے تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو (آل عمران110)

وہ نظام تعلیم جس سے یہ مقصد پورا نہ ہو کوئی شخص خواہ علم کے میدان میں کتنی تحقیق کرلے۔کائنات کے مظاہر کی کتنی تشریح وتوضیح کیوں نہ کرلے، مختلف اصول اور قوانین دریافت کر کے جس پر یہ کائنات قائم ہے لیکن جو تعلیم مخلوق کو خالق سے نہ ملائے تو وہ تعلیم نہیں۔

گویا اسلامی نظام تعلیم کے تحت انسان کے مفادات اور فکری و عملی کاوشیں صرف اس دنیا کے لئے نہیں ہوتیں بلکہ اسے دوسری دنیا کی تیاری بھی کرنی ہوتی ہے جہاں وہ اپنے خالق کے سامنے جواب دہ ہے۔اور اسی احساس جوابدہی کے ساتھ و ہ اس نظام تعلیم میں صرف ایک ڈاکٹر، انجینئر ، پروفیسر یا کلرک کی تعلیم ہی حاصل نہیں کرتا ایک صحت مند معاشرے میں باپ، بیٹا، شوہر ،پڑوسی ، رشتے دار، دوست اور اچھے شہری کی بھی ذمہ داریاں نبھانی ہوتی ہیں گویا جو تعلیم - تربیت نہ دے و تعلیم نہیں علم حاصل کرتا اور پہچاننا ہر فرد کی ذمہ داری ہے یہی وجہ ہے کہ آغاز سے ہی معلمین کوئی معاوضہ نہیں لیتے تھے صحابہ کرامؓ، تابعین اور تبع تابعین بلکہ بعد کے علماء تک مفت تعلیم دیتے بلکہ معاشرہ کا ہر فرد علم حاصل

کرنے اور دوسروں تک علم پہچانے کے لئے اپنا مال خرچ کرنے کی فکر میں لگا رہتا تھا۔اور اسی طرح تعلیم ہر فردتک پہچانا صرف حکومتی ذمہ داری نہیں تھی بلکہ ہرفردا سے اپنادینی فریضہ سمجھتا تھا۔

کتب و مدارس کا آغاز

حضور اکرم ﷺ نے تعلیم کی اہمیت پر اس قدر زوردیا کہ علم حاصل کرنا اور اس کومنتقل کرناہرفردکی اولین ذمہ داری قرار پائی۔آپ نے تعلیم کو انسان کا بنیادی حق اور مسلمان کا بنیادی فریضہ قرار دیا۔اور اس میں مرداور عورت کی تخصیص نہیں رکھی۔آپ کی مشہور حدیث ہے۔

" طلب العلم فريضة على كل مسلم "

علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے (مسنداحمد)

قرآن پاک میں علم رکھنے والوں کی فضیلت اس طرح بیان کی گئی :

ترجمہ:"آپ نے فرمایا کیاعلم رکھنے والے اورعلم نہ رکھنے والے برابر ہو سکتے ہیں۔" (الزمر۔9)

ترجمہ:" اور خدا سے وہی بندہ سے ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں۔" (فاطر 28)

قرآن وسنت میں جس طرح علم کی فضیلت بیان ہوئی اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ تمام صحابہ کرام اور صحابیات میں علم حاصل کرنے کا ذوق شوق پیدا ہو گیا۔ مسجد نبوی ﷺ اور صفہ کا چبوترہ پہلی درسگاہ قرار پائے۔

خواتین امہات المومنین سے درس حاصل کرتیں اس کے علاوہ براہ راست رسول پاک ﷺ وار سے علیحدہ دن مقرر کر کے مستفید ہوتی رہیں۔ بعد کے ادوار میں مسجد نبوی ﷺ کے علاوہ جامعہ منصور، جامعہ دمشق، جامعہ عمرو، جامعہ بغداد بہت مشہور ہوئیں۔

اگر چہ کہ مسجدیں برابر کام کرتی رہیں اور اس سے ملحقہ مدارس قائم رہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ باقاعدہ مدارس وجود میں آگئے۔

ان میں امام بیہقی کا مدرسہ "البیہقہ" نصر بن سبکتگین کا مدرسہ سعیدیہ ، ابواسحاق اصفہانی کا مدرسہ اصفہانیہ اور نظام الملک طوی کا مدرسہ نظامیہ بہت مشہور ہیں۔اس کے علاوہ بھی اسلامی دنیا میں ہزار ہا مدارس کا جال بچھ گیا۔ ہر مسلمان خواہ وہ کسی بھی پیشے سے منسلک ہوتا یا توعلم حاصل کرتا یا خود کہیں تدریس کا سلسلہ جاری رکھتا۔ یہاں تک کہ حکمران اور وزراء تک معلم بننے میں فخر محسوس کرتے اور اپنے فارغ اوقات میں کہیں نہ کہیں تدریس سے منسلک ہو جاتے۔

ہندوستان میں زوال کے باوجود مسلمانوں کی تعلیمی کیفیت اس قدر شاندار تھی کہ ایک انگریز وہاں کا حال ان الفاظ میں بیان کرتا ہے۔

"دنیامیں ایسی قومیں بہت کم ہوں گی جن میں ہندوستانی مسلمانوں سے زیادہ تعلیم کا عام رواج ہو۔ مرض ہے 20 روپے ماہواری ملازمت حاصل ہوتی ہے۔ عام طور پر اپنے بیٹوں

کو کسی وزیر اعظم کے (بیٹے کے) برابر تعلیم دلواتا ہے۔جو کچھ ہمارے لڑکے یونانی اور لاطینی زبانوں کی وساطت سے سیکھتے ہیں۔یہاں کے نو جوان وہی باتیں عربی اور فارسی کے ذریعے سیکھتے ہیں۔سات سالہ مطالعہ نصاب کے بعد یہاں کا مسلمان نوجوان علم کی شاخوں ، گرامر، بلوغت ،منطق وغیرہ سے قریب قریب اتنا ہی واقف ہو جا تا ہے جتنا کہ آکسفورڈ کا کوئی اعلی تعلیم یافتہ نوجوان اور حیرت یہ ہے کہ یہ بھی اسی طرح سقراط ، ارسطو، افلاطون، بقراط، جالینوس اور بو علی سینا کے متعلق بڑی روانی سے گفتگو کر سکتا ہے۔" (Seelaman rambles and collection p.523)

اسلامی تاریخ میں پانچویں صدی ہجری تک تعلیم ایک نجی معامل تھا۔اگر چہ کہ ریاست نے بھی ہمیشہ تعلیم کو عام کرنے میں دلچسپی لی لیکن نظام شخصی تھا۔علوم اسلامیہ کے بڑے بڑے ماہرین اس دور میں موجود رہے جن سے لاکھوں طالب علم مستفید ہوتے رہے۔ایک مرتبہ امام مسلمؒ کی علمی مجلس میں شریک ہونے والے طالب علموں کی تعداد گنی گئی تو تعداد گننا ممکن نہ تھا طے کیا گیا کہ جو طالب علم قلم دوات استعمال کررہے ہیں ان دواتوں کو گنا جائے تو صرف قلم دوات استعمال کرنے والوں کی تعداد 40،000 تھی (علم از بنت اسلام)

اس دوران ہزارہا کتب حدیث مدون کی گئیں۔جو آج تک موجود ہیں اوران راویوں میں خواتین کی بھی بڑی تعداد موجود تھی۔

پانچویں صدی ہجری میں باقاعدہ بڑے بڑے ادارے وجود میں آئے جہاں تمام نظام امتحان واسناد رائج کئے گئے ۔جن میں نظامیہ بغدادیہ کے علاوہ دمشق، قاہرہ،اندلس اور ہندوستان

میں عظیم الشان ادارے قائم ہوئے۔سلطان محمود تغلق کے زمانے میں صرف دہلی میں ایک ہزار مدارس تھے۔جبکہ ٹھٹھہ جیسے شہر میں 400 مدارس موجود تھے۔

اندلس کے نظام تعلیم میں ابتدائی تعلیم کے لئے قائم مدرسوں میں لڑکے اور لڑکیاں دونوں تعلیم حاصل کرتے۔البتہ ثانوی تعلیم کے اداروں میں طلبہ وبالبات کے لئے علیحدہ مدارس قائم کئے جاتے۔اس زمانے میں تعلیم تمام بچوں کے لئے لازمی تھی۔ اعلی تعلیمی اداروں میں درس وتدریس کے ساتھ تحقیقی کام ہوتا تھا۔صحت، زراعت، قانون ، الجبرا ، طبعیات ، جہاز رانی کے لئے اعلی تعلیمی ادارے قائم تھے۔اساتذہ کو اس قدراعزازت سے نوازاجاتا کہ دور دراز سے علماء اندلس میں جمع ہو گئے۔اعلی تعلیم بھی عام تھی اور مفت تھی۔طلبہ سے فیس لینے کا کوئی رواج نہ تھا۔طلبہ کے نصاب میں قرآنی تعلیمات اور لکھنا پڑھنا لازمی تھا۔اس کے علاوہ تاریخ اسلام، سیرت النبی ﷺ، شاعری ،عربی گرامر، ریاضی انشاءپردازی اور آداب معاشرت سکھائے جاتے۔اس کے علاوہ الجبرا، منطق ،علوم البیان ،تفسیر ، تاریخ و جغرافیہ علم الافلاک ، مابعد الطبیات ،علم،کیمیاء، علم الادویہ، طب،ہندسہ اور تاریخ طبعی کی تدریس کی جاتی تھی۔جامع قرطبہ اور جامع غرناطہ بہت مشہور ہوئیں۔

غرضیکہ اندلس میں کتاب رکھنا، کتاب پڑھنا، اس پر گفتگو کرنا عمدہ ذوق کی نشانی بن گیا۔ اس زمانے میں سائنسی علوم نے بھی بہت ترقی کی۔چانداور مدارج کے بارے میں معلومات جمع کی گئیں اس وقت جب یورپ میں لکھنا پڑھنا ممنوع تھا۔اندلس میں سائنس کے میدان میں دنیا کی امامت کی جا رہی تھی۔گھر گھر میں علمی و ادبی مجالس منعقد ہوتیں گھر گھر میں

ذاتی کتب خانے قائم تھے ۔اور خلیفہ سے لے کر ملاح تک غزلیں کہتے تھے اور بادشاہ سے لے کر کاشتکار تک فی البدیہ شاعری کہا کرتے تھے۔

لہذااندلس میں خواتین بھی تعلیم کے میدان میں پیچھے نہ رہیں جب یورپ میں عورت پر تعلیم کے دروازے بند تھے اس وقت اندلس کی عورت تعلیم کی علاوہ تجارتی سودے بھی کر رہی تھیں اور سیر و سیاحت بھی کرتی تھیں۔

ہندستان کے مشہور مؤرخ نواب ذوالقدر بہدر جنگ کہتے ہیں

اندلس میں عورتوں کو پوری آزادی حاصل تھی۔ چنانچہ علوم وفنون میں صرف مرد ہی مشہور نہ تھے کہ عورتوں نے بھی ہر قسم کے علوم وفنون میں اس درجہ ترقی کی کہ یہ بھی علماء وقت سے کم نہ سمجھی جاتی تھیں علمی مباحثوں میں اس تعلیم یافتہ عورتیں شریک رہا کرتیں اور جو پائے علم ان سے درس لیتے۔اندلس کی خواتین نے صرف شعر و سخن ہی میں اکتفا نہیں کیا بلکہ فلسفہ،ہیت ، ریاضی اور طب میں بھی کمال حاصل کیا۔(اندلس میں مسلمانوں کا نظام تعلیم ص 155 از پروفیسر ڈاکٹر محمد ساجد خاکوانی)

غرض یہ کہ عورتیں صرف ونحو، شاعری، ادب ، قانون تک کی تعلیم دیتیں قرآن کی کتابت میں بھی خواتین نے بھی بہت کام کیا۔مدارس تعمیر کروائے، ذاتی لائبریریاں قائم کیں جن میں ہزاروں کتب ہوا کرتی تھیں۔یہاں تک کہ طبی اور نسوانی امراض کی ماہر بھی تھیں۔غرض یہ کہ یورپ نے جب عورت کو مجسم گناہ قرار دے رکھا تھا۔ اندس میں مسلمان عورت آزادی سے معاشرے کے یکساں رکن کی حیثیت سے علوم وفنون سے یکساں مستفید ہورہی تھیں۔

مذہبی و اخلاقی تعلیم وتربیت Moral Education

اسلام کا یہ احسان ہے کہ اس نے عورت کو مذہبی تعلیم سے محروم نہیں رکھا ابتداء سے ہی عورتوں کی ایسی تعلیم وتربیت کی کوششیں کی گئیں جن سے ان کے دل میں اللہ کی اطاعت کا شوق پیدا ہو اور وہ حضور ﷺ کی تعلیمات اور قرآنی احکامات سے واقف ہوں تاکہ ان میں عقیدہ کی پختگی، حسن اخلاق، عبادات میں خشوع خضوع، عفت و پاکدامنی پیدا ہو انہیں سماجی زندگی میں شرکت اور میل جول کے آداب کو تعلیم دی جائے اس میں انہیں درج ذیل تعلیم دی جائے۔

1. عقائد و عبادات کی تعلیم
2. سماجی میل جول کی تعلیم
3. تربیت اولاد کی تعلیم

یہ عورت پر اسلام کا احسان ہے کہ اس نے عورت کو عبادت کا حق دیا ہے۔وہ براہ راست اللہ سے دعا کرسکتی ہے۔جس طرح مرد اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لا کر اس کی اطاعت اختیار کرسکتا ہے اسی طرح عورت کو بھی حق حاصل ہے کہ وہ اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کر کے اخروی فلاح حاصل کر سکے۔ان کے ربّ نے جواب دیا میں تم میں سے کسی کا عمل ضائع کرنے والا نہیں ہوں خواہ مرد ہو یا عورت (سورۃ آل عمران ۱۹۵)

اسی طرح عورت کو عبادت گاہوں میں جانے کا بھی حق حاصل ہے۔اگر چہ انہیں باہر نکلنے کے آداب سکھائے گئے ہیں مگر وہ مسجدوں میں جاکر عبادت کرسکتی ہیں اور جمعہ وعیدین کے خطبے سن سکتی ہیں۔اور باجماعت نمازوں میں شرکت کرسکتی ہیں۔حضرت عمر فاروقؓ عورتوں کا مسجد میں جانا پسند نہیں فرماتے تھے مگر خود ان کی زوجہ محترمہ با قاعدہ مسجد میں باجماعت نماز ادا کرتی رہیں اور انہوں نے نہیں روکا۔

سماجی میل جول کی تعلیم

اسلام میں خواتین کو ان تمام احکامات کی تعلیم سیکھنے پر زور دیا گیا ہے جو اسے معاشرے کے بہترین اور کار آمد فرد بنے کے لئے ضروری ہیں۔ انفرادی شعور سے ہی اجتماعی شعور وجود میں آتا ہے۔اور عورت تو نئی نسل کی تربیت کی ذمہ دار بھی ہے۔ان تمام اخلاق و آداب سے مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین کو بھی آراستہ کیا گیا ہے جس سے معاشرے میں نیکی کا فروغ ہوتا ہو اور برائی کا سدّباب ممکن ہو۔خاص طور پرشرک،غیبت، چغلی ،مذاق اڑانے ، بہتان لگانے سے صاف صاف منع کیا گیا۔قرآن میں ارشاد ہے۔ ترجمہ:” اے ایمان والو!نہ مرد مردوں پر ہنسیں عجب نہیں کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں اورنہ عورتیں عورتوں سے، دور نہیں کہ وہ ان ہنسنے والیوں سے بہتر ہوں اور آپس میں طعنہ نہ کرو اور ایک دوسرے کے برے نام نہ رکھو کیاہی برانام ہے مسلمان ہو کر فاسق کہلانا اور جو توبہ نہ کریں تو وہی ظالم ہیں۔اے ایمان والو! بہت گمانوں سے بچو بے شک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے اور عیب نہ ڈھونڈو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے

مرے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں گوارہ نہ ہو گا اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ (سورۃ الحجرات 12-11)

ان اخلاقیات اور معاملات کو اس قدر اہمیت دی گئی کہ ایک مرتبہ صحابہ نے دو عورتوں کے بارے میں سوال کیا: جس میں ایک عورت بہت نفلی عبادات کرتی تھی مگر اس کے پڑوسی اس کی بداخلاقی سے ناخوش تھے جبکہ دوسری عورت صرف فرض عبادات کی پابندی کرتی تھی مگر اس کے پڑوسی اس کے اخلاق سے خوش تھے تو حضور ﷺ نے پہلی عورت کو میں اور دوسری کو جنتی قرار دیا۔

اس طرح مسلمان عورت کے لئے حیاو پاکدامنی کو اہم قرار دیا گیا۔

" جو عورتیں لباس پہننے کے باوجود عریاں رہتی ہیں اور مٹک مٹک کر چلتی ہیں۔اور جو اونٹ کے کوہان کی طرح اپنے کندھوں کو ہلا ہلا کر نازو ادا کا اظہار کرتی ہیں۔ جنت میں داخل نہیں ہوں گی بلکہ اس کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکیں گی۔حالانکہ جنت کی مہک دور دور تک پھیلی ہو گی۔" (مسلم کتاب اللباس)

اسی طرح ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا جو عورتیں مصنوعی بال گوندھتی ہیں دانتوں کو گھس کر خوبصورت بنائی ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے۔یہ سن کر ایک خاتون نے کہا آپ کی بیوی بھی تو ایسا کرتی ہیں۔حضرت نے فرمایا اگر وہ ایسا کرتی ہے تو وہ میرے عقد میں نہیں رہ سکتی۔جاؤ دیکھو چناچہ اس عورت کا خیال غلط نکلا۔(مسلم کتاب اللباس وزینت)

عورت کی تربیت اس طرح کی گئی کہ اس کی حدود سے اسے آگاہ کیا۔اسے مخلوط اجتماعات سے منع کیا گیا اور اسے اس دائرہ کار میں کام کرنے کی تربیت دی گئی جو اس کے لئے ضروری بھی ہو اور مفید بھی۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے جہاد کے بارے میں حضور ﷺ سے اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا تمہارا جہاد حج ہے۔ (بخاری کتاب الجہاد)

اسی طرح طارق بن شہابؓ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: " جمعہ مسلمان پر واجب ہے سوائے چار قسم کے لوگوں کے، غلام ،عورت، بچے اور مریض۔(ابوداود باب الجمعۃ)

اسی طرح عورت کا بہترین مقام اس کا گھر قرار دیا گیا۔قرآن میں اللہ فرماتا ہے

ترجمہ: اپنے گھروں میں ٹک کر رہو اور سابق دور جاہلیت کی سی سج دھج نہ دکھاتی پھرو، نماز قائم کرو ، زکوۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو۔اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم اہل بیت نبی ﷺ سے گندگی کو دور کرے اور تمہیں پوری طرح پاک کر دے۔(سورۃ الاحزاب:33)

ابو بکر حصاصؒ نے احکام القرآن میں اس آیت کے تحت لکھا ہے کہ عورتوں کو بلا وجہ باہر پھرنے سے منع کیا گیا ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں عورتوں کی بہترین مسجد میں ان کے گھروں کے اندر ہی ہیں۔(مسند احمد)

یعنی اسلام ایک آزادی سے روکتا ہے جس سے معاشرے کا اجتماعی سکون غارت ہو اور دین و اخلاق کی قدریں مجروح ہوں۔ یہاں تک کہ حضور ﷺ نے مسجد نبوی میں نماز کے لئے عورتوں اور مردوں کی تربیت کرتے ہوئے فرمایا ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:۔ "مردوں کی بہترین صف پہلی صف ہے اور بدترین پچھلی اور عورتوں کی بہتریں صف آخری ہے اور بدترین پہلی (مسلم کتاب الصلوۃ)

شریعت نے سماجی زندگی میں میل جول کے آداب مقرر کئے ہیں جن کی پابندی سے معاشرے میں نیکی اور بھلائی کو فروغ ملتا ہے۔اور اخلاق اور آبرو کی حفاظت ہوتی ہے۔اور برائی کا خاتمہ ہوتا ہے۔

غض بصر کا حکم

عورت و مرد دونوں کے لئے پہلے تو حکم یہی ہے کہ جب وہ جوان ہو جائیں تو ان کی شادی میں جلدی کریں۔اور اس کے ساتھ ساتھ ان دونوں کے آزادانہ میل جول کو پسند نہیں کیا گیا ساتھ ہی طریقہ بھی یہی سکھایا گیا کہ مرد اور عورت کا سامنا ہو تو نگاہ اٹھا کر نہ دیکھا جائے تا کہ دل میں برائی آنے کو راستہ نہ ملے۔

ارشاد باری تعالی ہے کہ :

ترجمہ:" آپ ایمان والوں سے کہ دیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔یہ ان کے حق میں زیادہ پاکیزگی کی بات ہے۔بیشک اللہ کو سب کچھ خبر

ہے جو کچھ لوگ کیا کرتے ہیں۔اور آپ کہہ دیجئے ایمان والوں سے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت رکھیں“

خلوت کی ممانعت

اسی طرح عورتوں کو تنہائی میں جوان مردوں کے ساتھ ملنے جلنے سے منع کیا گیا حدیث نبوی ﷺ ہے۔رسول ﷺ نے فرمایا: کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ اس کے محرم کے بغیر تنہائی میں نہ رہے۔“ (بخاری)

اسی کے ساتھ ساتھ شادی شدہ عورتوں کو تعلیم دی گئی ہے کہ وہ اپنے شوہروں کی اجازت کے بغیر کسی مرد کو اپنے گھر نہ بلائیں۔

حدیث نبوی ﷺ ہے: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ کسی عورت کے لئے جائز نہیں کہ شوہر کی اجازت کے بغیر روزہ رکھے اور نہ شوہر کے گھر اس کی اجازت کے بغیر کسی کو آنے دیں۔(بخاری و مسلم)

مصافہ سے گریز

جب شریعت نے مرد اور عورت کے لئے اپنی نگاہیں پست رکھنے کا حکم دیا ہے تو عورت اور مرد کے اختلاط اور مصافحہ کو کیسے پسند کیا جاسکتا ہے۔ پیارے نبی ﷺ کے پاس عورتیں بیعت کے لئے آئیں تو آپ ﷺ اپنا ہاتھ بڑھانے کے بجائے اپنی چادر کا کونہ پکڑاتے اور بیعت لیتے۔حضرت معقل بن سہارؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: ”تم میں سے کسی

کے سر میں لوہے کی کیل چبھوئی جائے یہ اس سے بہتر ہے کہ کسی ایسی عورت کو چھوئے جو اس کے لئے حلال نہیں ہے"(طبرانی)

تربیت اولاد

بچے جنت کا پھول ہیں۔ایک معاشرے میں بچوں اور بڑوں کا تعلق سب سے اہم مسئلہ ہے۔اسلام نے اس سلسلے میں تمام انسانوں کو خاص ہدایات دی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کی عزت نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔" (ترمذی)

اسلام میں اولا د انسان کے لئے اللہ تعالی کی دی ہوئی نعمت ہے۔انہیں زحمت سمجھنا کفران نعمت ہے۔اس لئے بچوں کے حقوق کے سلسلے میں اسلام کی یہ آیات واضح ہیں۔والدین کے لئے ان کی حفاظت و نگہداشت ضروری ہے۔اور باپ کے ساتھ ساتھ ماں کو تعلیم وتربیت کے اس فرض میں شریک رکھا گیا ہے۔بچوں کے اپنے والدین پر درج ذیل حقوق عائد ہوتے ہیں۔

1. زندگی کا حق
2. پرورش کا حق
3. تربیت کا حق
4. میراث کا حق
5. نکاح کا حق

قرآن نے تنگدستی کے خوف سے اولاد کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔

ترجمہ:" اپنی اولاد کو افلاس کے اندیشے سے قتل نہ کرو۔ہم انہیں بھی رزق دیں گے اور تمہیں بھی۔ درحقیقت ان کا قتل ایک بڑی خطا ہے۔(سورہ بنی اسرائیل: 31)

حضرت بایزید سلطانی کا ایک قول ہے:

عیال کی کثرت اور معاش کی کلت سے پریشان ہونے والے! گھر جاجسے دیکھے کہ اس کا رزق تجھ پر ہے اسے گھر سے نکال دے۔ اور جسے دیکھے کہ اس کا رزق اللہ تعالی پر ہے اسے رہنے دے۔(خزمنئہ معارف ص۷۵)

خاص طور پر معاشرے میں لڑکیوں کی پیدائش کو برا سمجھا جاتا تھا۔آج کل مختلف معاشروں میں تصور موجود ہے۔

قرآن مجید نے اس بارے میں ارشاد فرمایا:

ترجمہ " جب ان میں سے کسی کو بیٹی کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو ان کے چہرے پر کلونس چھا جاتی ہے اور وہ بس خون کا سا گھونٹ پی کررہ جاتا ہے ۔لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے کہ اس بری خبر کے بعد کیا کسی کو منہ دکھائے۔ سوچتا ہے کہ ذلت کے ساتھ بیٹی کو لئے رہے یا مٹی میں دبا دے؟ دیکھو کیسے برے حکم ہیں جو یہ خدا کے بارے میں لگاتے ہیں۔(سورہ اخل 59-58)

اسلام نے لڑکیوں کے قتل کو قانونی جرم قرار دیا۔جب رحم مادر میں بچے کی تخلیق کی ابتداء ہوگئی تو اسے دنیامیں آنے کا پوراحق حاصل ہے اور اس جنین کا قتل بھی پوری انسانیت کا قتل ہے۔پیدائش کے بعد اس کی پرورش کاذمہ عائد ہوتا ہے۔

حدیث نبوی ہے کہ:

”تم سب اپنے اہل خانہ کے کفیل اور ذمہ دار ہو۔باپ اپنے خاندان کی کفالت کرتا ہے۔اور اپنے گھروالوں کا ذمہ دار ہے۔عورت اپنے شوہر کے مال اور اولا د کی نگران ہے۔ اور اپنے گھر والوں کی ذمہ دار ہے۔اور خادم اپنے مالک کے مال و اسباب کا نگراں ہے۔اور اس کے کام کا ذمہ دار ہے۔تم سب اپنے لواحقین کے کفیل اور ذمہ دار ہو۔(بخاری)

یہاں تک کہ بچوں کو دودھ پلانا اور دودھ پلانے والی ماؤں کا نان نفقہ تک طے کیا گیا۔(سورہ البقر ۲۳۳)

حق و پرورش

اسی طرح پرورش میں سادہ سلوک کی تاکید کی گئی۔حضرت عائشہؓ سے مروی ہے: " ایک عورت میرے پاس آئی اور اسکے اور دو بیٹیاں تھیں۔اس نے میرے پاس ایک کھجور کے سوا کچھ نہ پایا تو میں نے اسے وہی دے دی پھر اس نے اسے اپنی بیٹیوں پر بانٹ دیا اور اس میں سے خودنہ کھایا پھر اٹھ کر باہر چلی گئی اس کے بعد نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور میں نے آپ ﷺ کو بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا:جوان بیٹیوں کی آزمائش میں

ڈالا گیا اور اس نے ان سے اچھّا سلوک کیا تو وہ اس کے لئے آگ سے آڑ ہوں گی۔" (بخاری کتاب الآداب)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: "جس کی عورت بہن، بیٹی ہو اور وہ اسے زندہ نہ گاڑے اور اس کی توہین نہ کرے اور لڑکوں کو ان پر ترجیح نہ دے تو اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔" (ابوداود کتاب الآداب)

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا:

"سب اولاد کے ساتھ مساوات اور برابری کا معاملہ کریں۔ اگر میں اس معاملہ میں کسی کو ترجیح دیتا تو عورتوں کو ترجیح دی۔ (رواہ الطبرانی)

اسی طرح اسلام نے بیٹی کی پرورش اور تعلیم و تربیت کو نیکی قرار دیا۔

تربیت کا حق

تربیت میں سب سے پہلا حق تعلیم دینے کا ہے۔ حضور ﷺ نے غزوہ بدر کے قیدیوں کے سلسلے میں فدیہ مقرر کیا تھا کہ جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے وہ ان بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھائیں۔ (سنن ابن ماجہ)

ایک مشہور قول ہے:

علمواولادکمه فانهم مخلوقون لزمان غيرز مانكمه

" تم اپنے بچوں کو تعلیم دوا اس لئے کہ وہ ایک ایسے زمانے کی مخلوق ہیں جو تمھارے زمانے سے مختلف ہے۔"

حضرت عمرفاروقؓ نے حکم دیا کہ مسلمان اپنے بچوں کو تیراکی ، شکار، گھڑ سواری سکھائیں۔ تعلیم کے ساتھ آداب سکھانا بھی والدین خصوصاً ماں کی ذمہ داری ہے حضرت عمر کا قول ہے۔

من لمه یودبه الشرع فلا ادبه الله

" جسے شریعت مودب نہ کر سکے اسے اللہ بھی مودب نہیں کرتا۔" (ابجد العلوم)

حضور ﷺ کا فرمان ہے" اگر تم میں سے کوئی شخص اپنے بچے کو آداب سکھاتا ہے یہ اس کے لئے اس کام سے بہتر ہے کہ وہ اور ایک روز ایک صاع خیرات کرے۔" (ترمذی، باب الآداب)

حضرت علیؓ کا قول ہے۔ "بچوں کے ساتھ ابتدائی سات سال ان سے کھیلو پھر سات سال انہیں ادب سکھاؤ اور اس کے بعد سات سال ان سے دوستی کرو "

حدیث نبوی ﷺ ہے کہ " ہر بچہ دین فطرت پر پیدا ہوتا ہے اس کے والدین اسے یہودی ، مجوسی یا نصرانی بنادیتے ہیں" (بخاری کتاب الجنائز)

بچے کی تربیت ماں باپ پر فرض ہے۔ سورہ التحریم میں ارشاد ہوتا ہے۔ ترجمہ " اے لوگو !جو ایمان لائے ہو، بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے، جس پر نہایت تند خو اور سخت گیر فرشتے مقرر ہوں گے

جو کبھی اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم بھی انہیں دیا جاتا ہے اسے بجا لاتے ہیں۔(اس وقت کہا جائے گا کہ) اے کافرو! آج معذرتیں پیش نہ کرو تمھیں تو ویاہی بدلہ دیا جارہا ہے جیسے تم عمل کر رہے تھے۔"(سورۃ التحریم :6)

بخاری کے باب العلم میں آتا ہے کہ" اگر کوئی شخص ساری رات سجدے میں نوافل پڑھے تو اس سے بہتر ہے کہ وہ بچے کو اچھے آداب سکھائیں۔"

ماں کے لئے ضروری ہے کہ اسے اپنے بچے کی تربیت کے لئے ان تمام احکامات سے آگاہی ہو۔اس کے لئے جس طرح آنحضرت ﷺ کے زمانے میں صحابیات ؓ، امہات المومنین ؓ ایسے احکامات پوچھتیں اور اسلامی تعلیمات کو سیکھ کر عمل کرنے کی کوشش کرتیں اسی طرح ضرورت ہے کہ آج بھی مسلمان عورت کے لئے ایسا نصاب تشکیل دیاجائے جس میں ضرورت کے مطابق ایسے عصری علوم سکھانے کے ساتھ ساتھ قرآن وحدیث کی بنیادی تعلیمات اور بنیادی اخلاقیات شامل کئے جائیں۔خواہ وہ شہری علاقے کی عورت ہو یا دیہی علاقے میں رہنے والی عورت ہواس نصاب سے اسے ضرور نوازا جائے۔

غرض یہ کہ عورت کی اصل معراج اس کاماں ہونا ہے۔اس لئے بھی اس کی تربیت ضروری ہے کہ وہ نسل انسانی کی تربیت کر سکے۔

امام غزالیؒ کہتے ہیں: "بچہ اپنے والدین کے ہاں بطور امانت ہوتا ہے۔اس کا پاکیزہ قلب ہرقسم کے نقش اورصورت سے خالی نفیس جوہر ہوتا ہے۔اس پاکیزہ قلب پر جو کچھ نقش کردیا جائے وہ اسے قبول کرنے کو تیار ہوتا ہے اور جس طرح اسے مائل کریں ادھر مائل ہو جاتا ہے۔اگر اسے بھلائی کی عادت اور اچھے اخلاق و اطوار کا عادی بنایا جائے تو اس

میں اچھے اخلاق و اطواررا سخ ہو جاتے ہیں جس کے نتیجے میں وہ دنیا اور آخرت میں سعادت مند قرار پاتا ہے۔اور اگر اسے بری عادت اور اخلاق ذمیمہ کا عادی بنایا جائے تووہ انہی چیزوں کا خوگر ہو جاتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دو دنیاو آخرت میں ہلاک ہوجاتا ہے۔(اسلام میں حیثیت نسواں۔موسیٰ خان ص۲۶۰)

ازدواجی تعلیم Marital Education

اسلام نے معاشرے میں خاندانی نظام کو بہت اہمیت دی ہے۔عورت اور مرد خاندان کی بنیاد ہیں اور میاں بیوی میں تعلق، الفت ومحبت کا تعلق ہے۔قرآن مجید میں ارشاد ہے ترجمہ:" اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمھارے لئے تمھاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمھارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی۔یقیناً اس میں بہت کی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو غوروفکر کر تے ہیں"(سورۃ الروم:21)

رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو تعلیم دی ہے کہ ان کا اصل دائرہ عمل ان کا گھر ہے۔ مرد کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے خاندان کی کفالت،حفاظت ونگرانی کرے عورتوں کو معاشی ذمہ داریوں کے بوجھ سے فارغ کر دیا گیا ہے۔

صحیح بخاری کی حدیث ہے: اور عورت اپنے خاوند کے گھر اور اس کی اولا دکی نگران ہے اور وہ ان کے بارے میں جوابدہ ہوگی(صحیح بخاری کتاب الجمعہ)

گھر کی ایک چھوٹی سی ریاست ہے جس کے لئے ایک سر براہ ضروری ہے۔جو تمام ضروریات کا کفیل ہو اور اس کی فلاح و بہبود کا ذمہ دار ہو مرد اورعورت میں پیدا ئشی فرق ہے انہیں ایسے قویٰ عطا کئے گئے ہیں جو ان کی فطری و ظیفہ کی ادائیگی میں معاون ثابت ہوں۔کوئی عورت اگر اپنے فطری وظیفہ کو چھوڑ کر مرد بننے کی کوشش کرے یا مرد عورت بننے کی کوشش کرے تو اس سے صرف فساد بر پا ہوتا ہے۔لیکن دائرہ کار کے فرق سے عورت مرد کی غلام نہیں بن جاتی۔قرآن پاک میں عورت کے حق کا تحفظ کیا گیا ہے۔

”اور عورتوں کے لئے اسی طرح حقوق بھی ہیں جیسے دستور کے مطابق ان کی ذمہ داریاں ہیں“۔(البقرہ۔۲۳۸)

نکاح کی تاکید

اسلام نے نکاح کی ترغیب دے کر زنا ،عیاشی ، بدکاری اور رہبانیت جیسے غیر فطری طریقوں کا خاتمہ کردیا ہے۔عورت اور مرد کے درمیان فطری کشش موجود ہے۔اس لئے پاکدامنی سے زندگی گزارنے اور جائز طریقے سے جنسی خواہشات کی تکمیل کے لئے ہر مسلمان مرد اور عورت کو نکاح کی تاکید کی گئی۔اور سوائے معاشی یا جسمانی مجبوری کے ازدواجی زندگی کی ذمہ داریوں سے بچے سے منع فرمایا گیا۔حضور نے فرمایا:

یا معا شر الشباب من استطاع منکم الباءة فلیتزوج فإنه أغض للبصر وأحصن للفرج

ترجمہ " اے گردہ نوجوانان !تم میں سے جو(عورت کی) ضرورت (گھر، نان ونفقہ)وغیرہ کو پورا کرسکتا ہو اسے ضرور شادی کر لینا چاہئے کیونکہ رشتہ ازدواج آنکھ کو نیچا کرنے والا

(بدنگاہی سے محفوظ کرنے والا)شرم گاہوں کو بچانے والا ہے۔(بخاری کتاب النکاح)مشکوۃ کی کتاب النکاح میں نبی ﷺ نے نکاح کو نصف دین قرار دیا ہے۔

شوہر کے انتخاب کا حق

شریعت ایک عاقل و بالغ مرد و عورت کو اس بات کا حق دیتی ہے کہ وہ اپنے ساتھی کا انتخاب کر سکے۔عورت کی مرضی کے بغیر عزیز و اقارب یہاں تک کہ والد کو بھی اس بات کا حق حاصل نہیں کہ وہ عورت پر اپنی مرضی مسلط کرے۔

حدیث نبوی ﷺ ہے شادی شدہ عورت (بیوگی یا طلاق کے بعد)اپنے نفس کی اپنے ولی سے زیادہ حقدار ہے۔اور دوشیزہ سے اس کے نفس (نکاح) کے معاملے میں اجازت طلب کی جائے گی۔اور اس کا خاموش رہنا ہی اس کی اجازت ہے۔(مسلم)

امام بخاری نے تو ان حدیثوں کا باب ہی اس عنوان سے باندھا ہے۔

"لا ینکح الاب وغیرہ البکرو الشب الابرضاھا "۔

"یعنی کوئی باپ یا کوئی ولی دوشیزہ یا خاوند عورت کا نکاح اس کی رضامندی کے بغیر نہیں کر سکتا۔"

پاک دامن شوہر کا حق

اسلام نے عورت کو پاک دامن شوہر کے انتخاب کا حق دیا ہے۔اور قانونی طور پر شوہر کے لئے دوسری عورتوں سے جنسی تعلقات رکھنے کو حرام قرار دیا ہے، اور اس کے لئے سزا بھی تجویز کیا ہے۔

اللہ تعالی قرآن میں ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں سوائے اپنی بیویوں کے اور ان عورتوں کے جوان کے ملک یمین میں ہوں کہ ان پر محفوظ نہ رکھنے میں وہ قابل ملامت نہیں ہیں"۔ (سورۃ المومنون:7-5)

زوجین کے انتخاب کا معیار

فطری طور پر انسان حسن و جمال اور اعلی نسب و خاندان کو پسند کرتا ہے۔لیکن اسلام نے زوجین کے انتخاب کا معیار تقوی کو قرار دیا۔

قرآن کریم میں اللہ تعالی فرماتا ہے:

ترجمہ: تم مشرک عورتوں سے ہرگز نکاح نہ کرنا، جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں۔ ایک مومن لونڈی مشرک شریف زادی سے بہتر ہے۔ اگرچہ وہ تمہیں بہت پسند ہو۔اور اپنی عورتوں کے نکاح مشرک مردوں سے کبھی نہ کرنا، جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں۔ایک مومن غلام مشرک شریف سے بہتر ہے، اگر چہ وہ تمہیں بہت پسند ہو۔یہ لوگ تمھیں آگ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ اپنے اذن سے تم کو جنت اور مغفرت کی طرف بلاتا ہے اور وہ

اپنے احکام واضح طور پر لوگوں کے سامنے بیان کرتا ہے توقع ہے کہ وہ سبق لیں گے اور نصیحت قبول کریں "۔(سورۃ البقرۃ:221)

- "حضور ﷺ نے مردوں کو تاکید کی خوبصورتی اور خوشحالی کے بجائے اس کے اخلاق وکردار کی قدر کرو"
- حضور ﷺ کارشاد ہے:" عورت سے چار چیزوں کی وجہ سے شادی کی جاتی ہے اس کی دولت مندی کی وجہ سے اس کے خاندان کی وجہ سے، اس کے حسن وجمال کی وجہ سے اور اس کے دین کی وجہ سے، پس تو دیندار کا انتخاب کر کے کامیاب ہو۔ (بخاری)
- حضور ﷺ نے فرمایا: "ساری دنیا متاع ہے اور بہترین متاع نیک عورت ہے۔(شرح السنہ)

شوہر کے مال اور عزت کی حفاظت

اسلام میں عورتوں کو تعلیم دی گئی ہے کہ وہ اپنے شوہروں کے پیچھے ان کے مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کریں۔ایک اور حدیث میں رسول ﷺ نے نیک اور صالح بیوی کی تعریف اس طرح کی ہے:"جب شوہر اسے دیکھے تو خوش کر دے ، کوئی بات کہے تو مان لے اور اپنے نفس اور شوہر کے مال میں جس تسرف کو وہ نا پسند کرے اس کا ارتکاب کر کے اس کی مخالفت نہ کرے۔"

قرآن پاک میں مومن عورتوں سے کہا گیا:

ترجمہ:"اور وہ بدکاری کریں گی نہ اپنے بچوں کو قتل کریں گی اور نہ بہتان کی اولاو ساتھ لائیں گی جس کو اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان (نطفہ شوہر سے جنی ہوئی دعوی کر کے) بنا لیں"۔(سورہ الممتحنہ:12)

قرآن پاک میں ارشاد ہے

ترجمہ " مرد عورتوں پر قوّام ہیں اسی بنا پر کہ اللہ نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے، اور اسی بناپر کہ مرد اپنے مال خرچ کرتے ہیں جو صالح عورتیں ہیں اور اطاعت شعار ہوتی ہیں اور مردوں کے پیچھے اللہ کی حفاظت ونگرانی میں ان کے حقوق کی حفاظت کرتی ہیں۔اور جن عورتوں سے میں سرکشی کا اندیشہ ہوا نہیں سمجھاؤ، خواب گاہوں میں ان سے علیحدہ رہو اور مارو، پھر اگر وہ تمہاری مطیع ہو جائیں توخواہ مخواہ ان پردست درازی کے لئے بہانے تلاش نہ کرو، یقین رکھو کہ اوپر اللہ موجود ہے جو بڑا اور بالاتر ہے۔ "(سورہ النساء:34)

شوہر کی اطاعت

جہاں شوہر کے لئے دین نے حکم دیا ہے کہ وہ عورت کے نان نفقہ کی ذمہ داری اٹھائیں ان کے مہر خوشدلی سے ادا کریں اور اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں۔ وہیں بیویوں کو بھی تاکید دی گئی ہے کہ وہ اپنے شوہروں کی اطاعت کریں۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: دو آدمیوں کی نمازیں ان کے سروں سے اوپر بھی نہیں جاتیں۔ ایک عورت جو اپنے شوہر کی نافرمانی کرے جب تک کہ پھر اس سے باز نہ آ جائے۔ (حاکم)"

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: عورت جب پانچوں نمازیں پڑھے ، رمضان کے روزے رکھے، اپنی آبرو کی حفاظت کرے اور اپنے خاوند کی اطاعت کرے، تو جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے'۔ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا: "اگر میں کسی کو کسی کے آگے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے"

زبردستی کے نکاح کے خاتمہ کا حق

عورت کو یہ اجازت بھی ہے کہ اگر زبردستی اس کا نکاح کر دیا جائے تو وہ اس نکاح کو ختم کرا دے۔ حضرت خنساء بنت خدامؓ کا نکاح ان کے نہ چاہنے کے باوجود ان کے والد نے کرا دیا تھا تو آپ ﷺ نے اس نکاح کو ختم کروا دیا۔ (بخاری)

عورت کو نکاح کے لئے خود پیشکش کرنے کا حق

عورت کسی نیک مرد سے نکاح کی خواہش کا اظہار کر سکتی ہے اور شریعت میں کوئی معیوب بات نہیں۔

حضرت سہیل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہا: "اے اللہ کے رسول ﷺ میں اپنی ذات کو آپ ﷺ کے لئے پیش کرتی ہوں۔ جب عورت نے دیکھا کہ آپ نے کوئی جواب نہیں دیا تو وہ بیٹھ گئی۔ (بخاری و مسلم)

امام بخاری نے اس حدیث سے مسئلہ نکالا ہے کہ صالح مرد کی اچھائیوں کو دیکھتے ہوئے عورت کو اپنے آپ کے لئے اس پر پیش کرنا جائز ہے۔

شوہر سے علیحدگی کے لئے حق کا استعمال

اسلام عورت کو اپنے شوہر سے علیحدگی کا حق دیتا ہے اگر ساتھی رہنے میں اصلاح کی کوئی صورت باقی نہ رہے اور عورت اپنے شوہر کے ساتھ نہ رہنا چاہے وہ علیحدگی اختیا کر سکتی ہے۔ حضرت بریرہؓ کے شوہر غلام تھے جب حضرت بریرہؓ آزاد ہوئیں تو شوہر کے سلسلے میں انھوں نے اپنے اختیار کو استعمال کیا اور ان کے ساتھ رہنا پسند نہ کیا۔ اگر چہ رسول ﷺ نے بھی ان کے شوہر کی سفارش کی لیکن حضرت بریرہؓ نے جب حضور ﷺ سے وضاحت لے لی کہ یہ حکم نبوی ﷺ نہیں محض مشورہ ہے تو انھوں نے کہا کہ پھر مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ (بخاری)

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت ثابت بن قیسؓ کی بیوی نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں اور کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ ثابت کے دین و اخلاق سے مجھے شکایت نہیں ہے لیکن مجھے نافرمانی کا خدشہ ہے۔ رسول ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس کا باغ اس کو لوٹا دو گی؟

اس نے کہا: ہاں۔ پھر حضور ﷺ کے حکم سے انھیں علیحدگی مل گئی تھی۔(بخاری)

عدت پوری ہونے پر نکاح کی تعلیم

شوہر کی وفات پر عورت کی عدت 4 مہینے دس دن ہے۔لیکن حاملہ عورت کی عدت زچگی سے فراغت ہے۔حضرت سبیعہ بنت حارثؓ سے روایت ہے کہ وہ حضرت سعد بن خول کی بیوی تھیں حضرت سعد کی وفات حجۃ الوداع میں ہوئی حضرت سبیعہؓ اس وقت حاملہ تھیں شوہر کی وفات کے کچھ دنوں بعد بچے کی ولادت ہوئی۔جب وہ نفاس سے پاک ہوئیں تو پیغام نکاح کے لئے زیب وزینت کرنے لگیں۔ایک دن ایک صحابی ان کے پاس آئے اور کہا میں دیکھ رہا ہوں کہ تم زینت کرتی ہو کیا نکاح کرنا چاہتی ہو؟ بخدا تم اس وقت تک کام نہیں کرسکتیں جب تک تم پر چار مہینہ دس دن نہ گزر جائیں۔حضرت سبیعہؓ کہتی ہیں کہ جب انھوں نے مجھ سے کہا تو کپڑے پہن کر شام کو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور اس مسئلہ کے بارے میں پوچھا۔آپ ﷺ نے فتوی دیا کہ ولادت کے بعد ہی میں عدت سے نکل چکی ہوں اور میں چاہوں تو شادی کر سکتی ہوں۔(بخاری ومسلم)

اسی طرح عورتوں نے وہ مسائل بھی پوچھے اور ان کا تعلیم بھی حاصل کی جنہیں پوچھنے میں عورتیں شرم محسوس کرتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا بیویوں سے مثالی سلوک

رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا۔خود بھی خواتین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے۔حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ

سفر میں ایک غلام اونٹ کو تیز رفتاری سے چلانے لگا جس پر عورتیں سوار تھیں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”آبگینے ہیں آبگینے ذرا دھیرے چلو“۔(بخاری ومسلم)

حضور ﷺ کا اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ سلوک مثالی تھا۔ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ رسول ﷺ گھر کے اندر کیسے رہتے تھے ؟انھوں نے فرمایا:”گھر کے کاموں میں شریک رہتے تھے“۔(بخاری ومسلم)

حافظ ابن حجرؒ نے اضافہ کیا ہے کہ وہ بولیں :”آپ ﷺ اپنے کپڑے سیتے ، جوتے گانٹھ لیتے اور وہ تمام کام کرتے جو دوسرے مرد اپنے گھروں میں کرتے تھے۔“

حضور ﷺ سفر میں بھی ازواج مطہرات کو ساتھ لے جاتے۔ایک مرتبہ سفر میں حضرت صفیہؓ کو اونٹ پر سوار ہونے کے لئے اپنا گھٹنا پیش کیا حضرت صفیہؓ آپ ﷺ کے گھٹنے پر پاؤں رکھ کر اونٹ پر سوار ہوگئیں۔(بخاری)

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں ایک معاملہ میں غور وخوض کر رہا تھا، میری اہلیہ نے آکر کہا کاش آپ ایسا ایسا کرتے۔میں نے کہا مگر اس معاملے سے تمہیں کیا مطلب۔وہ بولیں اے ابن خطاب !تم بھی عجیب ہو تم نہیں چاہتے کہ تم سے بات کی جائے حالانکہ تمہاری بیٹی رسول اللہ ﷺ سے بات کرتی ہے۔

ایک روایت میں الفاظ ملتے ہیں کہ خدا کی قسم ! ازواج مطہرات بھی رسول اللہ ﷺ کے معاملے میں دخل دیتی ہیں۔(بخاری ومسلم)

تعلیم برائے صحت Health Education

صحت مند عورت کا مطلب صحت مند معاشرہ ہے ایک پوری نسل نو کی تربیت کی ذمہ دار ہے۔اس لئے اس کی تعلیم وتربیت کرتے ہوئے اسے صحت کی تعلیم بھی فراہم کی جائے جو درج ذیل صورتوں میں ہوسکتی ہے۔

1. جسمانی صحت Physical Health
2. ماں کی صحت Maternal Health
3. ذہنی صحت Mental Health

جسمانی صحت Physical Health

اسلام سے پہلے صفائی اور ستھرائی دنیاداری کے کام رکھے جاتے تھے اور مذہب کا اس سے کوئی تعلق نہ تھا۔مذہبی آدمی کے لئے سمجھا جاتا تھا کہ وہ دنیا کے معمولات ترک کر کے کسی خانقاہ میں بیٹھ کر خدا سے لو لگائے۔عیسائیت میں غلاظت، گندگی ، بد بو اور میل کچیل تقویٰ کی علامت تھیں۔نہانا اتنا بڑا گناہ تھا کہ جب پاپائے روم نے جرمنی کے بادشاہ پر کفر کافتویٰ لگایا تو اس پر الزام بھی تھا کہ وہ مسلمانوں کی طرح روزانہ نسل کرتا ہے۔بڑے بڑے پادری اپنے آپ کو میلی کچیلی قباؤں میں ملبوس رکھتے۔دیگر مذاہب میں بھی روحانی پاکیزگی حاصل کرنے کے لئے جسم کو طرح طرح کی اذیت اور تکلیف پہنچائی جاتی تھی۔ اندلس میں اسلام سے قبل خاص طور پر اور عموماً پورے یورپ میں جابجادلد لیں اور غلیظ جوہڑ تھے گلیوں میں فضلے کے ڈھیر لگے رہتے تھے۔برطانیہ کالا رڈ پادری جب باہر نکلتا تو اس

کی قباء پر جوئیں رینگتی ہوئی صاف نظر آتیں۔اس زمانے میں اسلام نے نہ صرف عبادات کے لئے طہارت و پاکیزگی کو لازمی شرط قرار دیا بلکہ ہر مسلمان مرد اور عورت کے لئے اس کی تعلیم بھی دی۔طہارت کو نصف ایمان کا درجہ دیا گیا۔

مشہور حدیث ہے" الطهور شطر الايمان، ترجمہ: پاکیزگی نصف ایمان ہے۔(مسلم)

قرآن پاک میں ارشاد ہوا

إن الله يحب التوابين ويحب المتطهرين ،

ترجمہ: بے شک اللہ توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔(سورۃ البقرۃ:222)

شاہ ولی اللہ نے اپنی مشہور تصنیف "حجة الله البالغه، میں طہارت کے احکام بتاتے ہوئے فرمایا کہ "طہارت کی تین قسمیں ہیں ایک حدث سے طہارت (یعنی جن حالتوں میں غسل یا وضو واجب یا مستحب ہے)۔دوسرے ظاہری نجاست اور پلیدی سے جسم یا اپنے کپڑوں کو یا جگہ کو پاک کرنا۔تیسرے جسم کے مختلف حصوں میں جو گندگیاں اور میل کچیل پیدا ہوتا رہتا ہے اس کی صفائی کرو (جیسے دانوں کی صفائی ، ناک کے نتھنوں کی صفائی، ناخن اور زیر ناف بالوں کی صفائی)۔ نہ صرف یہ کہ طہارت و پاکیزگی کی بار بار تاکید کی گئی بلکہ گندگی اور نجاست سے نہ بچے پر عذاب کی وعید بھی سنائی گئی۔

حدیث نبوی ﷺ ہے: حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر دو قبروں پر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو دو آدمی ان قبروں میں مدفون

میں ان پر عذاب ہو رہا ہے اور ایسے گناہ کی وجہ سے یہ عذاب نہیں ہو رہا جس کا معاملہ بہت مشکل ہوتا ان میں سے ایک کا گناہ تو یہ تھا کہ وہ پیشاب کی گندگی سے بچاؤ کی یا پاک صاف رہنے کی کوشش اور فکر نہیں کرتا تھا اور دوسرے کا گناہ تھا کہ وہ چغلیاں لگاتا پھرتا تھا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے کھجور کی ایک تر شاخ لی اور اس کو بیچ سے چیر کر دو ٹکڑے کئے ۔ پھر ایک قبر پر ایک ایک ٹکڑا گاڑ دیا۔ صحابہ ؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ آپ نے کس مقصد سے کیا ؟ آپ ﷺ نے فرمایا امید ہے جس وقت تک شاخ کے یہ ٹکڑے بالکل خشک نہ ہوجائیں ان دونوں کے عذاب میں تخفیف کر دی جائے"۔(بخاری و مسلم)

قضائے حاجت سے متعلق ہدایات

نبی کریم ﷺ نے جس طرح زندگی کے دوسرے شعبوں میں ہدایات دیں اس طرح طہارت واستنجا کے بارے میں بھی مناسب اور نامناسب کی تعلیم دی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تم لوگوں کے لئے مثل ایک باپ کے ہوں اپنی اولاد کے لئے (جس طرح اولاد کی خیر خواہی اور ان کو زندگی کے اصول وآداب سکھانا ہر باپ کی ذمہ داری ہے اسی طرح تمھاری تعلیم وتربیت میرا کام ہے اسی لئے) میں تمہیں بتاتا ہوں کہ جب تم قضائے حاجت کے لئے جاؤ تو قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھو نہ اس کی طرف پشت کر کے (حضرت ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ) اور آپ ﷺ نے استنجے میں تین پتھروں کے استعمال کا حکم دیا او ر منع فرمایا استنجے میں لید اورہڈی استعمال کرنے سے اورمنع فر مایا داہنے ہاتھ سے استنجا کرنے سے۔(سنن ابن ماجہ و دارمی)۔اسی طرح اس کام کے لئے دعا بھی سکھائی گئی۔

حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قضائے حاجت کے ان مقامات میں خبیث مخلوق، شیاطین وغیرہ رہتے ہیں پس تم میں سے کوئی جب بیت الخلاء جائے تو چاہیے کہ پہلے کی دعا کرے:

"اعوذ بالله من الخبث والخبائث"، ترجمہ میں اللہ کی پناہ لیتا ہوں خبیثوں سے اور خبیثنیوں سے۔(سنن ابی داؤدو سنن ابن ماجہ)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا دستور تھا کہ جب آپ حاجت سے فارغ ہو کر بیت الخلاء سے باہر آتے تو اللہ تعالی سے عرض کرتے "عفرانك، ترجمہ "اے اللہ تیری بخشش کا طالب ہوں"۔(ترمذی و سنن ابن ماجہ)

وضو کی تعلیم

مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کو بھی یکساں عبادت اور وضو کا حکم دیا گیا۔نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کو تاکید کی کہ جب قضائے حاجت سے فارغ ہو جائیں تو نماز سے قبل وضو کریں۔وضو کرنے کا اس قدر اہمیت دی گئی ہے کہ وضو کرنے والے کو اللہ کی طرف سے بخشش کی امید دلائی گئی ہے اور اسے شیطانی حملوں سے محفوظ رہنے کا طریقہ بتایا گیا ہے۔اور وضو کو ایمان کی نشانی کہا گیا ہے، وضو کے آداب سکھائے گئے ۔اور وضو کرنے پر اعمال نامے میں نیکیوں کے اضافے کی خوشخبری دی گئی۔وضو کرنے میں تکلیف اور مشقت اٹھانے والے کے درجات کو بلند کرنے کی یقین دہانی کرائی گئی۔ غرض یہ کہ وضو کی اس قدر اہمیت اور تعلیم دی گئی کہ ہر مسلمان مرد اور عورت ہر وقت باوضو رہے کو سعادت سمجھنے لگا

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی مسلم بندہ وضو کرتا ہے اور اس میں اپنے چہرہ کو دھوتا ہے اور اس پر پانی ڈالتا ہے تو پانی کے ساتھ اس کے چہرے سے وہ سارے گناہ نکل جاتے ہیں جو اس کی آنکھ سے ہوئے تھے۔اس کے بعد جب وہ اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو وہ سارے گناہ اس کے ہاتھوں سے خارج ہو جاتے ہیں اور دھل جاتے ہیں جو اس کے ہاتھوں سے ہوئے اس کے بعد جب وہ اپنے پاؤں دھوتا ہے تو وہ سارے گناہ اس کے پاؤں سے خارج ہو جاتے ہیں جو اس کے پاؤں سے ہوئے اور جن کے لئے اس کے پاؤں استعمال ہوئے یہاں تک کہ وضو سے فارغ ہونے کے ساتھ وہ گناہوں سے بالکل پاک صاف ہوجاتا ہے۔(مسلم)

اسی لئے وضو کے دوران ہر عضودھونے کے ساتھ ساتھ بندے کو دعاؤں کا اہتمام سکھایا گیا۔اور ہر وضو کے بعد کلمہ شہادت پڑھ کے ایمان کی تجدید کرائی گئی۔وضو کا اثر دنیا میں تو ہوتا ہی ہے کہ اس طہارت کے بعد خاص روحانی کیفیت حاصل ہوتی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ وضو کا ایک مبارک اثر یہ بھی بتایا گیا ہے کہ قیامت کے دن وضو کرنے والے امتیوں کے چہرے اور ہاتھ پاؤں روشن ہوں گے۔اور حضور ﷺ وضو کے نشان سے اپنے امتیوں کو پہچان لیں گے۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قبرستان میں تشریف لائے اور فرمایا "اسلام علیکم اے مومنوں کی قوم! اور انشاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔پھر فرمایا میری تمنا تھی کہ ہم اپنے بھائیوں کو دیکھ لیتے صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! کیا ہم آپ ﷺ کے بھائی نہیں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم میرے اصحاب ہو۔اور ہمارے

بھائی وہ ہیں جو ابھی دنیا میں نہیں آئے۔صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول ﷺ آپ کیسے پہچانیں گے اپنی امت کے ان لوگوں کو جو ابھی تک دنیا میں نہیں آئے (اور آپ ﷺ نے انہیں نہیں دیکھا)۔ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے بتاؤ اگر کسی شخص کے سفید پیشانی ،سفید ہاتھ پاؤں والے گھوڑے، کالے مشکی گھوڑوں میں مل جائیں تو کیا وہ اپنے گھوڑے پہچان نہیں لے گا؟ صحابہؓ نے عرض کیا کیوں نہیں یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا کہ بس میری امت کے لوگ (قیامت کے دن اس طرح)آئیں گے کہ وضو(کرتے رہنے) کے باعث وہ سفید پیشانی سفید ہاتھ پاؤں والے ہوں گے۔اور میں حوض کوثر پر ان کا پیش خیمہ ہوں گا۔(کہ ان سے پہلے وہاں پہنچ کر ان کی پیاس بجھانے کا سامان کروں گا)۔(مسلم)

ضروری ہے کہ جب بچے بچیوں کو نماز سکھائی جائے تو ماں لڑکیوں کو اور باپ لڑکوں کو وضوکی تعلیم بھی دے۔وضو کا مسنون طریقہ سکھایا جائے اور وضو کے آداب ذہن نشین کرائے جائیں۔یہاں تک ہدایت دی گئی ہے کہ وضو میں پانی بغیر ضرورت کے نہ بہایاجائے اور وضو کے بعدکسی تولیہ یا رومال سے چہرہ پونچھ لیا جائے۔

تیمّم کی تعلیم

اگر انسان کسی ایسی جگہ ہو جہاں پانی موجود نہ ہو یا پانی استعمال کرنے سے اسے نقصان پہنچنے کا خطرہ ہوتو وضو کے بجائے شریعت نے مسلمان مردوں اور عورتوں کو اجازت دی ہے کہ وہ پاک مٹی سے تیمم کرلیں۔اور اس کا طریقہ بھی سکھایا۔

غسل اور وضو سے مجبور ہونے کی وجہ سے اللہ تعالی نے تیمم کو وضو کا قائم مقام بنایا تاکہ وضو کی وجہ سے اللہ کے سامنے حاضری کے اہتمام کا جو تصور بنتا ہے وہ ختم نہ ہو۔ تیمم کے اہتمام کی وجہ سے اس کا تقدس برقرار رہے گا۔ بعض علماء نے مٹی سے تیمم کی یہ حکمت بھی بیان کی ہے کہ مٹی ہر جگہ انسان کو مل سکتی ہے دوسرے انسان بھی فانی ہے اور اسے خاک میں فنا ہونا ہے اس کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔

حضرت ابوذر غفاری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پاک مٹی مسلمان کا سامان طہارت ہے اگر چہ دس سال تک پانی نہ ملے پس جب پانی پالے تو چاہئے کہ اس کو بدن پر ڈالے یعنی اس اس سے وضو یا غسل کرلے کیونکہ یہ بہت اچھا ہے۔(مسند احمد ، جامع ترمذی سنن ابی داؤد)

مسواک کی فضیلت و تاکید

شریعت نے نہ صرف مسلمانوں کو ان چیزوں کی تعلیم دی ہے جو کہ حیات دنیا کے لحاظ سے فائدہ مند ہیں بلکہ ان سے اجر آخرت کی امید دلائی ہے۔ان ہی میں سے ایک مسواک کی تاکید ہے۔طبی نقطہ نظر سے آج ہر شخص دانتوں کی صفائی کی اہمیت سے آگاہ ہے اس سے منہ کی صفائی ہوتی ہے۔منہ کی بدبو ختم ہو جاتی ہے اور گندے مادے خارج ہو جاتے ہیں۔دانتوں کی صفائی نہ کرنے سے پیٹ کی بیماریاں عام ہیں لیکن اس کا اصل نفع بتایا گیا ہے کہ یہ اللہ تعالی کو محبوب ہے۔ایک عورت چونکہ نسل انسانی کی ماں ہے۔اور تربیت اولاد اس کا بنیادی وظیفہ ہے اس لئے ایک مومنہ عورت کو اس کی تعلیم دینا اشد ضروری ہے۔

پاکستان میں خاص کر دیہی علاقوں میں اس کا شعور نہ ہونے سے بے شمار مرض پھیل رہے ہیں۔ ہمارا دین ، دین فطرت ہے۔اسی لئے جب ان تعلیمات پر عمل کیا جاتا ہے تو دنیوی فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”مسواک منہ کو بہت زیادہ پاک صاف کرنے والی اور اللہ تعالی کو بہت زیادہ خوش کرنے والی چیز ہے۔(مسند امام شافعی ، مسند احمد)

اسی طرح حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ میری امت پر بہت مشقت پڑ جائے گی تو میں ان کو ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا لازمی حکم دیا۔(بخاری و مسلم)

جنابت سے پاک کی تعلیم

صحابیات دینی مسائل سمجھنے کی بہت زیادہ خواہش مندر ہا کرتی تھیں۔دین نے پا کی طہارت کی جس قدر تاکید فرمائی تو مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں نے بھی جنات سے پاکی کے طریقے سیکھے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:” انصار کی عورتیں کتنی اچھی ہیں۔دینی مسائل کو سمجھنے میں حیاء ان کے لئے مانع نہیں ہوتی۔“

حضرت اسماءؓ نے حضور پاک ﷺ سے غسل حیض کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی بھی عورت پانی اور کپڑا یا روئی کا ٹکڑا لے اس سے پاکی حاصل

کر لے اور اچھی طرح پاکی حاصل کرے۔پھر اپنے سر پر پانی بہائے اور سر کو خوب اچھی طرح رگڑ کر اس طرح دھوئے کہ پانی اس کے بالوں کی جڑ تک پہنچ جائے اور پھر دوبارہ اس پر پانی بہائے اس کے بعد روئی یا کپڑے کا خوشبو ٹکڑا لے اور اس سے پاکی حاصل کرے۔حضرت اسماءؓ نے پوچھا اس سے کیسے پاکی حاصل کی جائے گی۔آپ ﷺ نے کہا " سبحان اللہ تم اس کے ذریعے پاکی حاصل کیا کرو۔حضرت عائشہؓ نے کہا گویا وہ اس کو چھپا رہی ہوں ، خون بند ہونے کے بعد ایسا کروگی۔حضرت اسماءؓ نے غسل جنابت کے بارے میں پوچھا، آپ ﷺ نے فرمایا "عورت پانی سے پاکی حاصل کرے اور خوب اچھی طرح حاصل کرے، پھر اپنے سر پر پانی بہائے اور اسے رگڑ کر دھوئے کہ پانی اس کے بالوں کی جڑوں تک جائے پھر دوبارہ اپنے سر کے اوپر سے پانی بہائے۔“

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حائضہ عورت اور جنبی آدمی قرآن پاک میں سے کچھ بھی نہ پڑھے۔(جامع ترمذی)

اسی طرح جن صورتوں میں غسل واجب ہے ان میں مساجد جیسے مقدس مقامات میں داخل ہونے سے منع فرمایا گیا ہے مگر عورتوں کے ساتھ نرمی اور شفقت کا معاملہ کرتے ہوئے نیکی اور دعاؤں میں شریک ہونے کی اجازت دی ہے۔

ام عطیہؓ فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ کو میں نے فرماتے سنا ہے کہ: کنواری لڑکیوں ، پردہ دار خواتین اور حائضہ عورتوں کو عید گاہ لے جاؤ تا کہ وہ نیکی اور مسلمانوں کی دعاؤں میں شریک ہوں اور حائضہ عورتیں عید گاہ سے دور رہیں۔(بخاری و مسلم)

اسی طرح غسل کے آداب بھی سکھائے۔ عورتوں کے علاوہ مردوں کو بھی کھلے میدان میں بے پردہ نہانے سے منع کیا گیا۔ غسل واجب کے علاوہ بھی جمعہ کے دن اور عید کے دن غسل کا حکم دیا گیا جو سنت اور مستحب کے درجے میں آتا ہے۔

عورتوں کے مخصوص آداب

ایک مسلم ماں کے لئے ضروری ہے کہ جب اس کی لڑکیاں بالغ ہو جائیں تو انہیں عورتوں کے مخصوص آداب سے آگاہ کرے۔ عورتوں کے مخصوص ایام میں طہارت کے کیا آداب ہیں، حیض کی حالت میں عورت کیا عبادات کر سکتی ہے۔اس سے واقفیت ہو۔ اسی طرح شادی سے قبل لڑکیوں کو وظیفہ زوجیت کے مسائل سے آگاہ کیا جائے۔

جیسے حیض کی حالت میں پہلے زمانے میں عورتوں کو الگ تھلگ کر دیا کرتے تھے لیکن نبی کریم ﷺ نے اس سے منع فرمایا۔

بخاری میں ام المومنین حضرت میمونہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی کے ساتھ جبکہ وہ حالت حیض میں ہوتی وظیفہ زوجیت کے علاوہ کوئی پرہیز نہ فرماتے تھے۔(بخاری باب 5 مسلم کتاب الحیض باب 1)

اسی طرح حضور ﷺ اعتکاف کی حالت میں اپنا سر مسجد سے باہر حضرت عائشہ ؓ کے حجرے کی طرف بڑھاتے تو حیض کی حالت میں ہونے کے باوجود آپ ﷺ کا سر مبارک دھو دیتی تھیں۔(بخاری و مسلم)

وظیفہ زوجیت کی ادائیگی کے بعد بھی غسل واجب کیا گیا۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جب مرد اور عورت نے وظیفہ زوجیت کی ابتدا کر لی تو ان پر نسل واجب ہو گیا - (بخاری مسلم)ان کے ساتھ ساتھ عورتوں کو زچگی کے بعد نفاس سے پاکی کی تعلیم دینا بھی ضروری ہے۔

غذا اور صحت کی تعلیم

جس طرح دین نے صفائی اور پاکیزگی کی تاکید کے ساتھ طہارت تفصیلی احکام دیئے ہیں اسی طرح کھانے پینے کے معاملے میں بھی واضح ہدایات دی گئی ہیں عورت گھر کے معاملات میں ذمہ دار ہے اور بچوں کی تعلیم و تربیت کرتی ہے اس لئے ضروری ہے کہ عورتوں کو بھی مردوں کی طرح ان احکامات کی تعلیم سے آگاہی ہو۔ دین میں مسلمانوں کو تاکید کی گئی ہے کہ اپنے گھروں کو ،اپنے چلنے کے راستوں کو،اٹھنے بیٹھنے کی جگھوں کو، جسم اور لباس اور اپنے بستروں کو پاک صاف رکھا جائے۔صفائی کو نصف ایمان قرار دیا گیا ہے گویا اپنی روح کی صفائی اور پاکی کے ساتھ ساتھ جسم کی صفائی اور پاکی کا خیال بھی رکھا جائے۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: "لعنت کا سبب بنے والی دو باتوں سے بچو صحابہ ؓ نے عرض کیا کہ حضور ﷺ وہ دو باتیں کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک یہ کہ آدمی لوگوں کے راستے میں قضائے حاجت کرے اور دوسرے یہ کہ ان کے سائے کی جگہ میں ایس کرے(مسلم)

کھانے پینے کی چیز میں ڈھانپ کر رکھنا

اگر پاکی اور صفائی کا خیال نہ رکھا جائے اور گندگی پھیلائی جائے تو کھانے پینے کی چیزیں آلودہ ہو جاتی ہیں جو کہ بیماریوں کی جڑ ہے۔اس لئے کھانے پینے کی چیزوں کو ڈھانپ کر رکھنے کی تاکید کی گئی ہے۔ایک انصاری حضرت ابو حمیدؓ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں دودھ کا ایک پیالہ لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا "تم اسے ڈھانک کر کیوں نہ لائے خواہ اس پر لکڑی کا ایک ٹکڑا رکھ دیتے"۔(بخاری و مسلم)

بسیار خوری سے پرہیز

حضور ﷺ نے سادہ کھانے کی طرف ترغیب دلائی ہے اور زیادہ کھانے سے بچنے کی تاکید کی ہے۔جب کھانا کھائیں تو کچھ بھوک باقی رہنے پر کھانا چھوڑ دیں۔مومن زیادہ کھانے کا حریص نہیں ہوتا بلکہ کافر زیادہ کھاتا پیتا اور عیش کرتا ہے۔اسی طرح ہر وقت کھاتے رہنے اور منہ چلانے سے بھی پرہیز کرنا چاہیئے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔(ترمذی)

نبی کریم ﷺ بغیر چھنے ہوئے آٹے کی روٹی پسند فرماتے۔ بہت زیادہ گرم کھانا جس میں سے بھانپ نکلی ہوئی ہو نہ کھاتے بلکہ ٹھنڈا ہونے کا انتظار فرماتے کبھی کھانے میں نقص نکالتے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ہرگز کبھی کسی کھانے میں نقص نہیں نکالا، اگر آپ کو رغبت ہوتی تو تناول فرما لیتے ورنہ نہ کھاتے(بخاری و مسلم)

کھانے سے پہلے دعا کا اہتمام

بچوں کو سکھائیں کہ **بسم اللہ** پڑھ کر کھانا شروع کریں۔اور اگر بھول جائیں تو یاد آنے پر بسم الله اوله واخره کہہ لیجئے۔

حضرت عمران ابی سلمہؓ بیان کرتے ہیں کہ جب میں بچہ تھا تو کھانا کھاتے وقت میرا ہاتھ پیالے میں ہر طرف گھوما کرتا تھا۔رسول کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے لڑکے! بسم اللہ پڑھو ، داہنے ہاتھ سے کھاؤ اورا پنے آگے سے کھاؤ"۔(بخاری و مسلم)

کھانا ضائع نہ کرنا

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جب کوئی شخص کھانا کھائے تو اسے چاہئے کہ اپنے ہاتھ اس وقت نہ پونچھے جب تک اپنی انگلیوں کو چاٹ نہ لے۔(بخاری و مسلم)

بند منہ کے برتن سے پانی پینا

دین نے پانی پینے کا طریقہ بھی سکھایا ہے۔حضرت انسؓ ہمیشہ پانی پیتے وقت تین مرتبہ سانس لیا کرتے تھے اور بیان فرماتے تھے کہ رسول کریم ﷺ بھی ہمیشہ تین بار سانس لیا کرتے تھے۔(بخاری مسلم)

اسی طرح رسول کریم ﷺ نے بند منہ کے برتن سے منہ لگا کر پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔ایسے برتن میں پانی پینا چاہیے جس میں پیتے وقت منہ میں جانے والا پانی نظر آئے تاکہ کوئی گندگی یا مضر چیز پیٹ میں نہ جائے۔

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے مشک کو الٹا کر کے اس کے منہ سے منہ لگا کر پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔(بخاری و مسلم)

حضرت ابو قتادہؓ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا "جب کوئی شخص پانی پیئے تو برتن کے اندر سانس نہ چھوڑے" (بخاری مسلم)

مختلف کھانے اور مشروبات

کھانے پینے میں دودھ پینے کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔معراج کے موقع پر حضور ﷺ کے سامنے دو پیالے پیش کئے گئے ، آپ ﷺ نے دودھ کا پیالہ لے لیا تو حضرت جبرائیلؑ نے کہا شکر ہے اللہ کا جس نے فطرت کی طرف آپ ﷺ کی رہنمائی کی۔ حضور ﷺ کھانے میں کدو شوق سے کھایا کرتے۔حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ کی خدمت میں روٹیاں ، کدو کا شوربہ اور بھنا ہوا گوشت پیش کیا گیا تو میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ پیالے کے اطراف میں سے کدو تلاش کر کے کھا رہے تھے۔چناچہ اس دن کے بعد سے میں ہمیشہ کدو کو پسند کرتا ہوں"۔(بخاری و مسلم)

اسی طرح شہد ، کھجور اور کلونجی کی فضیلت بھی حضور ﷺ نے بیان فرمائی ہے۔ایک مرتبہ ایک شخص کے پیٹ میں تکلیف ہوئی اور وہ دست کی تکلیف میں مبتلا ہو گیا تو اس کا بھائی

حضورﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضورﷺ نے ماجرا سن کر فرمایا: اسے شہد پلاؤ"۔ (بخاری)

عجوہ کھجور کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا: جو شخص صبح کے وقت سات عدد عجوہ کھجوریں کھا لے اسے اس دن کسی قسم کا زہر اور جادو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔(بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: " کلونجی میں موت کے علاوہ ہر بیماری کے لئے شفاء ہے"۔(بخاری و مسلم)

حضورﷺ نے حضرت ام ہانیؓ سے فرمایا : کہ جس گھر میں سرکہ موجود ہو وہ سالن سے خالی نہیں ہوتا یعنی سرکہ سالن ہی کی طرح ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا: "سرکہ بھی کیا ہی اچھا سالن ہے۔(شمائل ترمذی)

کھانوں میں آپ ﷺ کو گوشت بہت مرغوب تھا اس لئے اکثر صحابہ کرامؓ آپ کے لئے گوشت کا ہدیہ بھی بھیجتے تھے۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے ہم نے آپ ﷺ کے لئے ایک بکری ذبح کی تو آپ ﷺ نے فرمایا گویا انھیں معلوم تھا کہ ہمیں گوشت پسند ہے۔(شمائل ترمذی)

طب کی ماہر مسلم خواتین

اسلام نے علم کی اس قدر فضیلت بیان کی کہ مردوں کے ساتھ ساتھ عورتیں بھی مختلف علوم وفنون کی تعلیم و مہارت کے حصول میں شریک ہوئیں۔ اور مشہور ادیبہ محدث، فقیہ، مجتہد مفسرین قرآن اور ماہرین طب بنیں۔

حضرت فاطمہؓ آپ ﷺ کی صاحبزادی تھیں۔یہ آپ ﷺ کے ہمراہ خود غزوہ احد میں موجود تھیں جب آپ ﷺ زخمی ہوئے تو چٹائی جلا کر اس کی راکھ آپ ﷺ زخم میں بھری جس سے آپ کا خون بند ہوا۔(بخاری)

اسی طرح حضرت آسیہؓ بنت قیس بن ابی العلت صحابیہ تھیں جنہیں حضور ﷺ اپنی ہمراہی میں خیبر جانے کی اجازت مرحمت فرمائی تھی۔آپؓ سترہ سال کی عمر میں ہی طب اور تیمارداری سے واقف تھیں۔اور انھوں نے غزوہ خیبر میں زخمیوں کی مرہم پٹی کی جس پر حضور ﷺ نے انہیں بطور انعام ایک ہار مرحمت فرمایا تھا۔

علم الطب اور علم الجراحت (سرجری) میں رفاضہ اسلمیہؓ،ام عطاءؓ ، ام کبشہؓ ،حمنہ بنت جحش،معاذؓ،لائلہؓ،ام زیادؓ،ام عطیہؓ اور ام سلیمؓ بہت مشہور تھیں۔(اصابہ)

ام عطیہؓ فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سات جنگوں میں حصہ لیا۔وہاں میں مجاہدین کے سامان کی حفاظت کرتی ، ان کے لئے کھانے تیار کرتی نہیں، ابتدائی طبی امداد دیتی اور بیماروں کی تیمارداری کرتی۔(مسلم ، مسند احمد)

ام عمارہؓ کے صاحبزادے بیان کرتے ہیں کہ غزوہ احد میں حضرت ام عمارہؓ نے پٹیاں تیار کی تھیں تا کہ زخمیوں کو باندھ سکیں۔۔انھوں نے میرے زخموں پر بھی پٹیاں باندھی تھیں ۔(طبقات ، جلد ہشتم 302-301)

اندلس کی خواتین اطباء

غرض یہ کہ مسلمان عورتوں میں علوم وفنون کا اس قدر ذوق و شوق پیدا ہوا کہ آنے والے ادوار میں جب مسلمانوں نے سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں ترقی کی تو خواتین فنون کے میدان میں بھی پیش پیش رہیں۔ اندلس میں خواتین کا علاج معالجہ خواتین اطباء ہی کرتی تھیں۔

بعض خاندان مکمل طور پر طب سے وابستہ رہے اور ان کی خواتین گھروں میں ہی خواتین کا علاج کیا کرتی تھیں۔کئی خواتین مشہور طبیب بنیں خاص طور پر جونسوانی امراض میں مہارت رکھتی تھیں۔عورتوں کی سرجری کا کام بھی یہ ماہر خواتین انجام دیا کرتی تھیں۔ یہ خواتین سرجن بڑے سرجنوں کی زیر ہدایت کام کرتیں۔ام احسن بنت قافی ابو جعفر الطنجانی اس میدان میں بہت مشہور ہوئیں۔ان کے علاوہ الحفیظہ کی بہن اور بیٹی خلیفہ منصور کے عہد میں مشہور ہوئیں۔ ابو بکر بن زہد کی بیٹی اور بھتیجی بھی عورتوں کے علاج میں ماہر تھیں۔(اندلس میں مسلمانوں کا نظام تعلیم ص 157)

ماں کی صحت

عورت اور مرد کی جسمانی ساخت ،صلاحیت اور فطرت میں فرق ہے، اسی لحاظ سے ان دونوں کی ذمہ داریاں بھی مختلف ہیں۔ ماں بننا عورت کی معراج ہے۔اور زمانہ حمل بیماری سے مشابہت رکھتا ہے۔اس دوران ماں کی جسمانی صحت کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔اس لئے عورت کی تعلیم کا نظام بناتے ہوئے اسے بطور ماں کے صحت کے اصولوں کی تعلیم دینی ضروری ہے۔مرد اور عورت دونوں کی خصوصیات اس وقت نشو ونما پائیں گی جب وہ اپنے فطری دائرہ کار میں کام کریں۔اگر مرد عورت بننے کی کوشش کرے گا یا عورت مرد کے کام کر نے کی کوشش کرے گی تو عورت نہ ہی مرد بن سکتی ہے اور پھر نہ ہی اپنی خصوصیات بر قرار کرسکتی ہے بلکہ وہ ایک عجیب سا ملغوبہ بن کر رہ جائے گی۔عورت کی امتیازی خصوصیت حمل ورضاعت اور بچوں کی پرورش و تربیت ہے۔اور مرد بننے کی کوشش میں اس کا یہ اہم وظیفہ متاثر ہو جاتا ہے اس ہے۔معاشرے میں بے اعتدالی پیدا ہوتی ہے۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں اور مردوں کی مشابہت اختیار کر نے والی عورتوں پر لعنت بھیجی ہے۔ (بخاری)

یہ عورت کا حق ہے کہ اسے ستایا نہ جائے حمل ورضاعت کے دوران اس کا خیال رکھا جائے۔

اللہ تعالی قرآن مجید میں فرماتا ہے

ترجمہ: ”ان کو (زمانہ عدت میں) اُسی جگہ رکھو جہاں تم رہتے ہو ، جیسی کچھ بھی جگہ تمہیں میسر ہو۔اور انہیں تنگ کرنے کے لئے ان کو نہ ستاؤ۔اور اگر وہ حاملہ ہوں تو ان پر اس وقت تک خرچ کرتے رہو جب تک ان کا وضع حمل نہ ہو جائے۔پھر اگر وہ تمھارے لئے (بچے کو) دودھ پلائیں تو ان کی اجرت نہیں دو اور بھلے طریقے سے (اجرت کا معاملہ) باہمی گفت و شنید سے طے کرو، لیکن اگر تم نے (اجرت طے کرنے میں) ایک دوسرے کو تنگ کیا تو بچے کو کوئی اور عورت دودھ پلائے گی۔(الطلاق:6)

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں میں نے رسول ﷺ سے زیادہ اپنے اہل و عیال پر رحمدل کسی کو نہیں دیکھا۔آپ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم مدینہ میں دودھ پلانے والی خواتین کے پاس رہتے تھے۔رسول ﷺ وہاں تشریف لے جاتے، ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہوتے۔آپ ﷺ گھر کے اندر داخل ہوئے گھر دھوئیں سے بھرا ہوتا ، ان کے شوہر لوہار تھے آپ ﷺ بچہ کو لے کر چومتے پھر واپس چلے جاتے۔(مسلم)

ایک مسلمان عورت کو اولاد کی خواہش رکھنی چاہیے۔ کسی بھی تنگدستی کے خوف سے یا سماجی مصروفیات کی وجہ سے کم بچوں کی خواہش نہ کرے۔ کسی پیشہ، کام یا ملازمت کو اس میں رکاوٹ نہ بنی چاہیئے۔رسول ﷺ نے مسلمانوں کو اولاد کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا: ”خوب محبت کرنے والی اور بکثرت بچے جننے والی عورت سے شادی کرو ،تمھاری وجہ سے میری امت کی تعداد زیادہ ہوگی۔(نسائی 13)

قرآن میں ارشاد ہوتا ہے ترجمہ:” اور اپنی اولاد کو شادی کے اندیشہ سے قتل مت کرو ہم ہی ان کو بھی رزق دیتے ہیں اور تم کو بھی۔“(بنی اسرائیل: 31)

عورت اپنے حمل و ولادت اور رضاعت و پرورش کی وجہ سے مصروف رہتی ہے اور کمانے کے لئے وقت نہیں نکال پاتی نہ ہی اس کے اندراتنی جسمانی طاقت ہوتی ہے کہ گھر کے سارے کام کرنے کے بعد باہر جسمانی کام بھی کرے۔اس لئے مرد کی ذمہ داری ہے کہ وہ خاندان پرخرچ کرنے کے لئے کوئی روزگار حاصل کرے۔شوہر کو اس پر اجرملتا ہے کہ وہ اپنے بیوی بچوں کے لئے آسانی فراہم کرے۔

حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: ان کا رزق اور معروف طریقہ پر کپڑا تمہارے ذمہ ہے۔(مسلم)

نہ صرف مردوں کی ذمہ داری ہے بلکہ اس کا خیال رکھنے پر اجر کی امید دلائی گئی ہے۔

حضرت ابو مسعودؓ سے روایت ہے رسول ﷺ نے فرمایا: جب کوئی مسلمان اپنے گھر والوں پر خرچ کرتا ہے اور ثواب کی نیت رکھتا ہے تو اس کے لئے صدقہ ہوتا ہے۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے ترجمہ: اور ہم نے انسان کو حکم دیا کہ اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کرتا رہے اس کی ماں نے اس کو بڑی مشقت کے ساتھ پیٹ میں رکھا اور بڑی مشقت سے اسے جنا اور اس کا حمل اور اس کے دودھ چھڑانے میں 30 مہینے لگے"۔(سورۃ احقاف:15)

اللہ تعالی قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے ترجمہ: اور یہ حقیقت ہے کہ ہم نے انسان کو اپنے والدین کا حق پہچاننے کی خود تاکید کی ہے۔اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اسے اپنے پیٹ میں رکھا اور دو سال اس کا دودھ چھوٹنے میں لگے۔(اسی لئے ہم نے اس

کو نصیحت کی کہ)میر اشکر کر اور اپنے والدین کا شکر بجالا ،میری ہی طرف تجھے پلٹنا ہے۔" (سورۃ لقمان:14)

اسی طرح ماؤں پر یہ ذمہ داری ہے کہ وہ پورے دو برس دودھ پلائیں۔

ارشاد باری تعالی ہے ترجمہ: اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں یہ اس لئے ہے جو رضاعت کی تکمیل کرنا چاہے۔ (سورۃ بقرۃ:233)

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ میرا بیٹا ہے۔میرا پیٹ اس کا گھر تھا، میری چھاتی اس کی سبیل تھی اور میری گود اس کی پناہ تھی، اس کے والد نے مجھے طلاق دی ہے۔اور اب اس کو مجھ سے چھین لینا چاہتا ہے۔رسول ﷺ نے فرمایاتم اس کی زیادہ حق دار ہو جب تک نکاح نہ کرلو۔ (ابوداؤد)

گویا ولادت ورضاعت کو غیر اہم عمل نہ سمجھاجائے۔ورنہ ماں اور بچہ دونوں کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہے۔زچگی میں بھی عورت کو آرام اور خوارک کی ضرورت ہوتی ہے تا کہ وہ اپنی اصل صحت مند حالت پر واپس آ سکے۔اس لئے ضروری ہے کہ عورت کو اپنی ساخت اور فطری و ظیفہ کی ادائیگی سے واقفیت ہو۔اور اس پورے عمل کو بوجھ نہیں بلکہ اجر کا باعث سمجھے۔عورت کو تعلیم دیتے ہوئے بطورماں اس کے وظیفے کی ادائیگی کی تربیت بھی کی جائے۔

ذہنی صحت

اسلام میں عورت اور مرد نوع انسانی کے یکساں فرد ہیں۔دونوں انسان ہیں اور مرتبہ انسانیت دونوں کو حاصل ہے۔مرد و عورت یکساں طور پر احترام کے مستحق ہیں۔دیگر مذاہب

میں عورت کو ناگزیر برائی زہریلا سانپ اور شیطان کے آنے کا دروازہ قرار دے رکھا تھا۔ اسلام نے عورت کو مرد کی طرح اشرف المخلوقات قرار دیا۔

قرآن مجید میں اللہ تعالی فرماتا ہے: ترجمہ "اے لوگو !رب سے ڈرو جس نے تم سب کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا۔اور ان دونوں کے ذریعے بہت سے مردوں اور عورتوں کو پھیلایا۔(سورۃ النساء:1)

نصاری کی مذہبی کتابوں میں بیان ہوا کہ مرد کی نسبت عورت کو ایک حقیر مادے سے پیدا کیا گیا۔جبکہ قرآن کہتا ہے کہ بنی آدم ہونے کے لحاظ سے مرد اور عورت برابر ہیں۔

اللہ تعالی قرآن میں فرماتا ہے: ترجمہ "اے لوگوں! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تمہاری قومیں اور برادریاں بنا دیں تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو ۔درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تمہارے اندر سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔(سورۃ الحجرات:13)

گویا مرتبے کا انحصار کسی خاص جنس پر نہیں ہے بلکہ ہر جنس کے لئے عزت و احترام اور اخروی فلاح و کامیابی کا سارا دارو مدار صرف ایمان ، نیک عمل، تقوی اور اعلی سیرت و اخلاق پر ہے۔احادیث میں بھی واضح کیا گیا ہے کہ مرد اور عورت نوع انسانی میں یکساں طور پر شامل ہیں۔

عورتیں مردوں ہی کی ہم جنس ہیں"۔(ابوداؤد، ترمذی)

قرآن کریم میں اللہ تعالی فرماتا ہے: ترجمہ جس مرد اور عورت نے بھی اچھا کام کیا اگر وہ مومن ہے تو ہم اس کو ایک پاکیزہ زندگی عطا کریں گے اور ان کے بہتر اعمال کا جنہیں وہ کرتے تھے اجر دیں گے۔

اس طرح اسلام نے ان جاہلانہ تصورات کا خاتمہ کردیا جس کے مطابق عورت کا وجود ہی گناہ اور شہوات کا منبع ہے اور مرد ہر گناہ سے معصوم اور پاک ہے۔اور عورت ہی اس کو گناہ کے راستے پر ڈالتی ہے۔یہودی مذہب نے عورت کے بارے میں یہ تصور پیش کیا کہ حوانے آدمؑ کو نا فرمانی پر اکسایا۔ان کے عہد نامہ قدیم میں ہے کہ آدم نے اللہ کو یہ جواب دیا: جس عورت کو تو نے میرے ساتھ کیا ہے اس نے مجھے اس درخت کا پھل دیا اور میں نے کھایا " - (پیدائش باب 3)

جبکہ قرآن نے کبھی یہ ذکر نہ کیا کہ آدمؑ تو گناہ سے پاک تھے مگر حوانے آدمؑ کو گمراہ کیا۔جہاں کہیں بھی قرآن نے شیطان کے ورغلانے کا ذکر کیا ہے واضح طور پر تشنیہ کا صیغہ استعمال کیا ہے۔

قرآن میں اللہ فرماتا ہے: ترجمہ "اس نے ان دونوں کو بہکا دیا"۔(الاعراف:22)

اسی طرح عورت کے بارے میں مرد کیا تصور رکھتے تھے، اس کے بارے میں حضرت عمرؓ فرماتے ہیں:"قسم بخدا ہم دور جاہلیت میں عورتوں کو کوئی حیثیت ہی نہیں دیتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالی نے ان کے بارے میں اپنی ہدایات نازل کیں اور ان کے لئے جو اس مقرر کرنا تھا، مقرر کیا۔(بخاری)

ایک اور روایت میں یہ الفاظ ملتے ہیں " جب اسلام آیا اور اللہ نے خواتین کا تذکرہ کیا تو ہم نے اپنے اوپر ان کا حق سمجھا۔(بخاری)

مرد اور عورت کے درمیان جنس کا فرق معمولی نہیں بلکہ اس سے ان کے اعصابی نظام اور نفسیاتی فرق کا پتہ چلتا ہے۔عورت کا تخلیقی کردار بھی اس میں نمایاں ہے۔

ایک حاملہ عورت کو آرام ، علاج اور بہترین خوارک کی ضرورت ہوتی ہے اور اس کے لئے اسے اچھی جسمانی اور دماغی حالت میں ہونا ضروری ہے۔اور جس طرح جسمانی صحت ماں اور بچے کے لئے ضروری ہے اسی طرح ذہنی صحت بھی عورت کے لئے بہت ضروری ہے اگر عورت کسی اعصابی دباؤ یا پریشانی کا شکار ہوئی تو اس کی نسل پر اس کے اثرات مرتب ہوں گے۔

ماں بننے میں فخر محسوس کرنا اور اپنی اولاد کے لئے ممتا کے جذبات رکھنا عورت کے لئے فطری بات ہے۔ وہ اس کام میں مسرت محسوس کرتی ہے۔اس لئے وضع حمل کی تکالیف ہنسی خوشی برداشت کرتی ہے مگر ضروری ہے کہ معاشرہ کے دیگر افراد بھی اسے اہم وظیفہ سمجھیں۔جس طرح عورت مرد کی مانند باہر نکل کر مشقت نہیں اٹھاسکتی اسی طرح مرد بھی یہ سمجھے کہ وہ عورت کی طرح بچے کی پیدائش و پرورش کی وہ تکالیف اورذمہ داریاں نہیں اٹھا سکتا۔اور اس کے لئے اسے عورت کی اہمیت سمجھنی چاہیے عورت کے اندر مادرانہ جذبات ہوتے ہیں جس کی بدولت وہ خود ہر قسم کی تکلیف برداشت کر کے اپنے بچوں کو ہر قسم کی پریشانیوں سے محفوظ رکھتی ہے۔یہ جذبات مرد میں اس طرح سے نہیں پائے جاتے۔ عورت کے اعضاء کی بنیادی ساخت کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت اور مرد علیحدہ کاموں

کے لئے بنائے گئے ہیں اور ایک دوسرے کی عزت و احترام اور اشتراک و تعاون سے ہی زندگی کو بہتر انداز سے گزار سکتے ہیں۔

عورت نفسیاتی اور جذباتی طور پر اس وقت صحت مند ہوگی جب اسے معاشرے میں یکساں احترام حاصل ہو۔جس عورت سے قدرت ماں جیسا مقدس کام لینا چاہتی ہے معاشرہ اگر اس سے ٹریفک پولیس کا کام لینا چاہے گا تو یہ قانون فطرت کے خلاف ہوگا اور ان کی جسمانی ساخت کے لحاظ سے بھی غیر موزوں ہو گا۔بد قسمتی سے عورت خود اپنے حقوق کی تلاشی میں نکلی تو فطری حد بندیوں کی فکر ہوگئی۔

اس تحریک نے عورت کو جو کچھ بھی دیا ہو مگر انسانیت کو کچھ نہیں دیا بلکہ عورت خود دباؤ کا شکار ہوگئی،اب وہ عورت نہیں رہی،ماں نہیں رہی ، بیوی نہیں رہی۔معاشی تفکرات اور پریشانیوں کا بوجھ لادے زندگی کی گاڑی کھینچ رہی ہے۔اسلام نے عورت کو اس غیر فطری زندگی سے محفوظ رکھا ہے۔نکاح کی عمر کو پہنچنے کے بعد انہیں شادی جیسے بندھن میں باندھ کر محفوظ کر دیا ہے نو جوان مسلمان مرد اور عورت کی جلدی شادی سے معاشرہ کو عفت و پاکیزگی میسر آتی ہے اور مرد و عورت دونوں اچھی نفسیاتی صحت سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

آزاردانہ جنسی میل جول پر اسلام پابندی عائد کردیا ہے اور عورت اور مرد کو اس کی تعلیم و تربیت دیتا ہے۔عورتوں و مردوں کو اپنی عزت و عصمت کی حفاظت کا حکم دیتا ہے۔ جس سے معاشرہ جنسی آوارگی سے محفوظ رہتا ہے۔ایک برطانوی خاتون نے اسی لئے کہا

”میری خواہش ہے کہ ہمارا ملک مسلم ملکوں کی طرح ہو۔جہاں عفت وعصمت نہ صرف خاندانی عورتوں بلکہ کام کاج کرنے والی مزدور عورتوں تک میں نام ہے۔آج ہمارا معاشرہ ایسا

کیوں نہیں بن سکتا جہاں عورتیں گھر کی نگہداشت کریں اور مردوں کو بیرون خانہ کام کے لئے چھوڑدیں اوراسی طرح اپنی عفت کی حفاظت کریں(دور جدید میں مسلمان عورت کا کردار - ص 53)

اسی لئے آج مغربی معاشرے میں نفسیاتی عوارض عام ہیں۔جسمانی ڈاکٹر سے زیادہ نفسیاتی ڈاکٹر اور ہسپتال موجود ہیں۔جبکہ مسلم معاشروں میں اپنی اصل سے دور نکل جانے کے باوجود خاندان کے ادارے سے قائم ہیں، جہاں مرد و عورت جنسی محبت اور شادی کے تعلق میں بھی بندھے ہوئے ہیں اور یہ تعلق باہمی محبت کے روحانی رشتے میں بدل چکا ہے جس میں وہ ایک دوسرے کے دشمن نہیں بلکہ ایک دوسرے کے معاون و مددگار ہیں۔اور ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں ۔ عورت کے اس مقام سے عورت کو آگاہ کرنے کے لئے اور معاشرے میں اس کی اہمیت اسے بتانے کے لئے اس کی تعلیم و تربیت کی ضرورت ہے۔ تا کہ وہ اپنی شفقت مادری کا گلا گھونٹنے کی کوشش نہ کرے اور اپنے اس پیدائشی فطری جذبے کو نسلوں اور معاشرے کی تعمیر کے لئے استعمال کرے ،تاکہ معاشرے میں ایسی نسل وجود میں نہ آئے جو اپنے ماں باپ کی شفقت سے محروم ناجائز بچے ہوں۔جہاں مرد و عورتسے شادی کرنے کے لئے آمادہ نہ ہوں اور محض حیوانوں کی طرح فطری وظائف ادا کرنے کے لئے جنسی اختلاط کر رہے ہوں۔

دیگر تہذیبوں میں عورت کا تعلیم

اسلام سے قبل تمام تہذیبوں اور مذاہب میں عورت پر تعلیم کے دروازے بند تھے۔ روم و یونان میں عورت ادنیٰ درجے کی مخلوق سمجھی جاتی تھی۔یونان جو علم و فضل کا گہوارہ تھا وہاں عورت کو تعلیم کا حق حاصل نہ تھا۔افلاطون نے عورت کو مرد کے مساوی قرار دیا مگر یہ دعویٰ زبانی تھا۔حتیٰ کہ افلاطون کا خیال تھا کہ عورت اور مرد ایک ہی درجے کی مخلوق ہیں۔

- ایران میں مزدکیت نے عورت کو معاشرے کی مشترک ملکیت قرار دے کر اخلاقی حدود کا خاتمہ کر دیا تھا۔
- یہودیت میں عورت کو بدطینیت اور مکار کہا گیا کیونکہ عورت نے آدم کو بہکا کر نافرمانی کروائی۔یہودی روایات کے مطابق عورت ناپاک وجود ہے اور کائنات میں مصیبت کی وجہ ہے۔
- عیسائیت میں عورت برائی کی جڑ اور گناہ کا ذریعہ ہے اور اسے شیطان کا دروازہ قرار دیا گیا۔سینٹ پال جو موجودہ عیسائیت کا بانی ہے عورت کے بارے میں کہتا ہے عورت کو چپ چاپ کمال تابعداری سیکھنا چاہیئے اور میں اجازت نہیں دیتا کہ عورت سکھائے اور مرد پر حکم چلائے، کیونکہ عورت فریب کھا کر گناہ میں پڑ گئی۔(اسلام کا معاشرتی نظام - ص 467)

- ہندومت میں عورت کی ایسی تصور کھینچی گئی ہے کہ جھوٹ بولنا اس کا خاصہ ہے اور یہ موجب ہلاکت ہے۔لہذا اسے مذہبی تعلیم سے بھی محروم رکھاجا تا تھا۔

مغربی ممالک میں عورت کا حق تعلیم

مغرب میں عورت نے اپنے حقوق کے لئے طویل جد و جہد کی ہے۔عورتوں کو برابری کا درجہ نہ ملنے کی ایک بڑی رکاوٹ تعلیم بھی تھی۔جو کہ انہیں مردوں سے جدا کرتی تھی۔ یہ برابری حاصل کرنے کے خواب کا دروازہ تھا۔عورتوں کے حقوق اور اعلی تعلیم کی سہولت حاصل کرنے سے قبل انہیں کمتر درجے کا شہری سمجھا جاتا تھا۔عورتیں ووٹ، حق ملکیت اور دوسرے جز و لاینفیک سے محروم رکھی جاتی تھیں۔یہ صرف مردوں ہی کا تصور نہیں تھا کہ عورتیں ان سے کمتر ہیں بلکہ ملکہ وکٹوریہ کا بھی یہی کہنا تھا۔

بہت سی عورتوں کا خیال تھا کہ تعلیم حاصل کئے بغیر وہ نہ تو سیاسی اثر ڈال سکتی ہیں اور شہری اپنی ملکیت پر حق رکھ سکتی ہیں۔معاشرے کے مردوں حتیٰ کہ شوہروں نے انہیں ان کی عظمت اور اعزازات سے محروم کیا ہوا ہے۔اسی طرح آخر کار وہ اس قابل ہو گئیں کہ معاشرتی مجبوریوں سے تعلیم کے ذریعے آزاد ہو سکیں۔انہوں نے تعلیم حاصل کی اور اس علم کے ذریعے انہوں نے اپنی اہمیت اور تاریخ کو تبدیل کرنے کی طاقت حاصل کی۔اعلیٰ تعلیم آج کی عورت کو با اختیار بنانے کی بنیاد کی جاتی ہے۔عورتوں کی تعلیم کی جد و جہد ایک کٹھن جنگ ہے جو ابھی تک اختتام تک نہیں پہنچی۔اس کی جڑیں وکٹوریہ دور میں ہیں اور شاخیں دور جدید تک پھیلی ہوئی ہیں۔اٹھارویں صدی کے وسط تک عورتوں کا کر دار قطعی

زنانہ سمجھا جاتا تھا۔جس سے توقع کی جاتی تھی وہ بالکل گھریلو، مذہبی اور دب کر رہنے والی ہوں گی۔

(Apendix.Eis enmain) وکٹوریہ دور میں تعلیم حاصل کرنا ایک Act of non' conformity سمجھا جاتا تھا (solomon xviii)یہ سمجھا جاتا تھا کہ ایک عورت اپنی طے شدہ ذمہ داریوں کو پورا نہیں کر سکتی تھی اگر تعلیم حاصل کرنے میں وقت ضائع کرنے لگے ۔اور اگر عورت نے تعلیم حاصل کی تو وہ اپنے موجودہ حالت سے غیر مطمئن ہو جائے گی۔ اور ہو سکتا ہے وہ مرد سے جھگڑا کرے۔(Mc Clelland12) -

اور عورتوں کی تعلیم سماجی توازن کو ختم کر دے گی۔اس کے برعکس جس چیز نے عورتوں کی تعلیم کا خیال پیدا کیا وہ اس وجہ سے کہ عورت مرد کی ماں ہے اور استاد ہے۔ (Solomon xviii) بیسویں صدی تک عورت کی تعلیم حاصل کرنے کا خیال خود اس کے لئے پیدا نہیں ہوا تھا

مغرب میں عورتوں کے حق تعلیم کی تاریخ

عورتوں کی تعلیم کی جد و جہد سے واقف ہونے سے پہلے اس کے پس منظر سے آگاہ ہونا ضروری ہے یہ زمانہ تابعدار عورتوں کا تھا۔ چند ہی مثالیں جرات مند خواتین کی ملتی ہیں ۔ پہلی 1833 کی ہے جب Oberlin College بنایا گیا۔یہ پہلی دنیا کا اعلی تعلیمی ادارہ ہے جو عورتوں اور کالوں کے لئے قائم ہوئیں۔

دوسرا اہم واقعہ 1948 میں Seneca Falls کنونشن کا انعقاد تھا۔یہ کنونشن تعلیم اور حق رائے دہی کے شعلے کا ایندھن ثابت ہوا۔ اس کنونشن کے ڈیکلریشن کو انیسویں صدی کے اہم ترین دستاویز امریکی عورتوں کے حقوق کی جدوجہد میں سمجھا جاتا ہے۔یہ ڈیکلریشن ان کی آزادی کا ڈیکلریشن بن گیا۔یہ ڈیکلریشن کیا ہے؟ اس کے الفاظ درج ذیل ہیں۔

تاریخ انسانی گواہ ہے کہ عورت ہمیشہ مرد کے ظلم وستم کا شکار رہی ہے۔آج بھی عورت کی یہ حالت ہے کہ موجودہ جمہوری نظام سیاست میں اس کی کوئی آواز نہیں۔اسے عوامی نمائندگی کا حق نہیں۔مرد اپنی مرضی سے حکومت کے اختیارات پر قبضہ کر کے عورتوں کے خلاف قانون سازی کرتا ہے۔اور عورتوں کے لئے لازم قرار دیتا ہے کہ وہ مردوں کے بنائے ہوئے یک طرفہ اور من مانے قوانین کی پابندی کریں۔ملک کے جاہل اور گنوار مردوں کو وہ حقوق حاصل ہیں جس سے تعلیم یافتہ عورتیں بھی محروم ہیں۔معاشرے میں شادی شدہ عورت زندہ در گور ہے۔

اسے ملکیت کا حق حاصل نہیں یہاں تک کہ وہ جو کچھ خود کماتی ہے۔وہ بھی اس کا اپنا نہیں اس کی کمائی کا مالک اس کا شوہر ہے۔تمام اچھی ملازمتوں پر مردوں کی اجارہ داری ہے۔عورتوں کو مردوں سے کم تنخواہ ملتی ہے۔آج ایک عورت بھی مذہبی معلم ،ڈاکٹر یا قانون داں نہیں ہے۔اسے کالجوں میں داخلہ نہیں مل سکتا۔وہ کسی بھی تعلیمی ادارے میں جا کر تعلیم حاصل نہیں کر سکتی۔مذہب کا میدان ہو یا سیاست کا عورت صرف محکوم ہے۔اس ملک میں ہم محسوس کرتی ہیں کہ میں مذہبی اور معاشرتی طور پر ذلیل کیا گیا ہے۔ہم مظلوم ہیں۔ہمارا

استحصال ہوا ہے۔ہمیں ہمارے جائز حقوق نہیں دیئے گئے۔اب ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ ہمیں امریکہ کے مرد شہریوں کے برابر حیثیت دی جائے۔

مرد تمام منفعت بخش روزگار پر قابض ہیں عورتوں کو بمشکل ناکافی اجرت دی جاتی ہے۔مقابلتاً مردوں نے تمام دولت اور امتیاز جو وہ خود حاصل کرتا ہے کا راستہ عورتوں کے لئے بند کر دیا ہے۔عورت نہ تو قانون پڑھ سکتی ہے، نہ طب نہ مذہب۔ اس کے لئے تعلیم اور کالجز کے دروازے بند ہیں (Schneir.77)" یہ ڈیکلریشن عورت کی آئندہ کامیابیوں کے لئے بنیاد ثابت ہو اگر چہ کہ 1920 تک اسے حق رائے دہی نہ ملا۔ لیکن عورتوں نے تعلیم حاصل کرنے کی جدوجہد جاری رکھی 1877 میں Helen Margil پہلی عورت تھی جس نے امریکہ میں PH.D کی ڈگری حاصل کی 1880 تک تمام ابتدائی اسکولوں میں عورتوں کا تناسب 80% تھا۔1910 تک تمام کالجز میں ان کا تناسب 39% تھا۔یہاں تک کہ 1920 میں حق رائے دہی کا حق انہیں ملا۔1945 میں پہلی عورت کو ہارورڈ میڈیکل اسکول میں داخلہ ملا اور 1972 میں آرٹیکل xi پاس ہوا جس سے کسی بھی تعلیمی پروگرام میں صنفی بنیاد پر اختیارات کا خاتمہ ممکن ہوا۔

1980 میں تمام کالجز میں خواتین کا داخلہ مردوں کے برابر پہنچ گیا۔ آخر کار 1996 میں Virginia Military Institute کو سپریم کورٹ نے مخلوط تعلیمی ادارہ بنادیا۔

کیمبرج یونیورسٹی میں خواتین کے داخلے کا آغاز

یہ حقیقت ہے کہ ابھی تک عورتوں کی تعلیم میں اصلاح کی ضرورت باقی ہے۔ابتدائی حقوق نسواں کی تحریک کے دوران اور عورتوں کے حق کے حصول کی جدوجہد میں سب سے اہم کیس انگلینڈ میں کیمبرج یونیورسٹی کا ہے۔جس وقت یہ یونیورسٹی قائم ہوئی اس کے مقابلے کی کوئی یو نیورسٹی امریکہ میں موجود نہیں تھی ۔عورتوں نے کیمبرج یونیورسٹی میں اس وقت تشہیر حاصل کی جب 1860 میں Emily Daviesنے اپنے داخلہ لینے کی مہم میں کامیابی حاصل کی اگرچہ کہ ایسے مردوں کے برابر درجہ حاصل نہ تھا۔(Acker 51) اس کے باوجود کیمرج پہلی یونیورسٹی بن گئی سب نے خواتین کی تعلیم حاصل کرنے کی حوصلہ افزائی کی۔ باوجود اس کے خواتین کی حاصل کردہ ڈگری مردوں کی ڈگری کے برابر قرار نہیں دی گئی۔ (Vicinns 117) یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اگر چہ عورتوں کی تعلیم کی جد و جہد آہستہ تھی مگر مسلسل جاری رہی۔

عورتیں تعلیم کے حصول میں بہت جذباتی تھیں اس کے باوجود کہ تعلیم کی تکمیل کے بعد انہیں پورا صلہ نہ ملتا تھا۔1947 تک یہ ممکن نہ تھا کہ عورتیں کیمرج میں برابر ہوں جبکہ ملکہ وکٹوریہ دور تک یہ وعدہ ہی تھا کہ عورتوں کو تعلیم کی اجازت دی جائے۔غرض اس جد و جہد نے ایک طویل لیا۔تقریباً ایک صدی مردوں کو عورتوں کے برابر آنے میں لگی۔اس صورتحال میں بھی یہ فرض کرنا مشکل ہے کہ آج عورتوں کو برابری کے حقوق حاصل ہیں۔ کم از کم 55 سال قبل تک عورتیں یہ سوچ رہی تھیں کہ وہ کیمبرج کی ڈگری حاصل کر سکیں گی۔

یہ بہت زیادہ دور کی بات نہیں ہے کہ جب عورتوں سے یہ پوچھا جاتا تھا کہ وہ ٹیکساس یونیورسٹی میں تعلیمی تعصب کو فیس کر سکتی ہے۔ اور جواب واضح طور پر ہاں۔ عورتیں نصف آبادی کو تعلیم یافتہ بناسکتی ہیں۔بدقسمتی سے ان تمام فیلڈ سے عاری ہیں جو کہ مردوں کے پاس ہیں۔مثا صحت اور تعمیرات۔جبکہ تعلیمی میدان میں عورتوں کا اوسط مردوں سے زیادہ ہے۔یہ اس بات کو واضح کرتا ہے کہ قابلیت کا کوئی فرق نہیں ہے جو کہ اس کاروبار میں نہ جاننے کا سبب ہو۔

لازمی طور پر وکٹوریہ کارویہ طول دینے والا تھا جس نے اپنی صلاحیت کے مطابق آگے بڑھنے سے روکا۔آج کی عورت تعلیم اور کاروبار میں آگے نکل جانا چاہتی ہے لیکن وہ اس بات میں حقیقت پسند ہے کہ دنیا نے اس کے لئے کیا رکھا ہے۔اس لئے وہ مشکل عورتوں کے پیشوں کو اختیار کر رہی ہے ۔ایک اور اہم بات عورتوں کی فیکلٹی میں کم تناسب 33٪ ہے تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ طلباء ایسے پیشوں اور کاروبار کی تلاش میں رہتے ہیں کہ جن میں کامیابی آسان ہو۔طالبات ان سے سرے سے اجتناب برتتی ہیں کہ جہاں مردوں کی اکثریت ہو کیونکہ کلاس میں انہیں خوش آمدید نہیں کہا جا تا۔عورت کس طرح آرام دہ محسوس کرسکتی ہے اپنے آپ کو جس میں چاروں طرف مرد ہی مرد ہوں اور مردوں ہی کی کنٹری بیوشن کو ہی پڑھایا جاتا ہو۔

عورتوں کی تعلیم کا مقدمہ اس وقت تک نہیں جیتا جا سکتا کہ جب تک عورت اپنے آپ کو آزاد اور آرام دہ نہ محسوس کرے کسی بھی تعلیم کے حصول میں۔ ایسے میں جبکہ موجودہ سماجی تبدیلیاں وقت گزاری ہو۔عورتوں کو دباؤ میں رکھنے کی سماجی روایت موجود رہے

گی۔ان کوششوں کے باوجود کہ جو عورتوں نے برابری کے تعلیمی موقعوں کو حاصل کرنے کے لئے کی ہے۔مردوں کے حق میں تعصب ختم نہ کیا جاسکا عورتوں کو اپنائی جاری رکھنا ہوگی ۔تعلیم کے حصول کے لئے جس کی وہ حقدار ہیں۔

تعلیم کے حق کا عالمی ڈیکلریشن

تعلیم حاصل کرنے کا حق ایک بنیادی انسانی حقوق میں سے سمجھا جاتا ہے جو اقوام متحدہ سے منظور شدہ ہیں۔اور اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر بچے خو اہ وہ لڑ کا ہو یا لڑ کی لازمی یہ حق حاصل ہے کہ وہ لازمی پرائمری تعلیم حاصل کر سکے۔اس کے لئے سیکنڈری تعلیم کو قابل رسائی بنایا جائے۔اور یہ بھی منصفانہ بات ہے کہ اعلیٰ تعلیم ہر ایک کے لئے حاصل کرنا ممکن ہو سکے۔اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ تعلیم مہیا کرنے کے عمل میں ہر سطح پر تعلیمی نظام میں امتیاز کا خاتمہ بھی شامل کیا جائے۔

تعلیم کا ان انسانی حقوق کے عالمی ڈیکلریشن (Universal Declaration of Human rights) کے آرٹیکل 26 میں دیا گیا ہے۔اور International Covenant on Economics, Social and Cultural کے آرٹیکل 14 میں موجود ہے۔حق تعلیم کی دوبارہ UNESCo Convention against Discrimination 1960 کے inEducation میں توثیق کی گئی۔

(1st Protocol of ECHR)

اسی طرح 1981 ء میں CEDAW میں اس کی توثیق کی گئی۔ تعلیم میں آزادی سے تعلیم حاصل کرنے کا حق خود بخود شامل ہو گیا

Definition:

1960 کے UNESCO کنونشن میں تعلیم کی تعریف اس طرح کی گئی :

All types and levels of education (including) access to education, the standard and quality of education and the conditions under which it is given (Article 1(2))

وسیع مفہوم میں تعلیم کو اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

All activities by which a human group transmits to its descendants a body of knowledge and skills and a moral code which enable the group to subsist(6)

UDHR-1948 میں کہا گیا کہ

Every one has the right to education Education shall be free, at least in the elementary and fundamental stages. Elementary education shall be compulsory. Technical and Professional education shall be made generally available and higher education shall be equally accessible to all on the basis or merit (Article-26)

آئین پاکستان میں تعلیم کا حق

آئین پاکستان 1973 کی دفعہ 35 (بی) اور (سی) میں شہریوں سے یہ وعدہ کیا گیا ہے کہ کم سے کم وقت میں حکومت نا خواندگی کو ختم کر کے ثانوی درجہ تک لازمی اور مفت سہولیات مہیا کرے گی۔ جبکہ فنی اور پیشہ وارانہ تعلیم نیز اعلیٰ تعلیم میرٹ پر سب کو یکساں فراہم ہوگی

اسی طرح آئین پاکستان کی دفعہ (1)26 کا بنیادی حقوق کا ڈکلریشن کہتا ہے کہ ہر ایک کو تعلیم کا حق حاصل ہے۔کم از کم ابتدائی اور بنیادی تعلیم لازمی اور مفت ہو گی۔ جبکہ فنی اور پیشہ وارانہ تعلیم عمومی طور پر فراہم ہوگی نیز برابری کی بنیاد پر سب کے لئے میرٹ پر فراہم ہوگی۔

پاکستان میں تعلیم کی صورتحال: اعداد و شمار کی روشنی میں ۔

Education in Pakistan

South and west Asia

General information 2007

Total population	163902
Annual population growth rate (%)	(2006) 2.1
Population 0-14	33
Rural population	(2006) 65
Total fertility rate (birth / woman)	(2006) 3.9

Infant mortality rate (0/00)	(2006) 78
Life expectancy at birth (years)	(2006) 65
HIV rate (%) in adults (15-49 years)	(2005) 0.1
Poverty (% of pop. On less than $2 a day)	
GDP per capita (PPP) US $	(2006) 2361
GDP growth rate (%)	(2006) 6.9
Total debt service as a % of GNI	(2006) 1.8
Children of primary school-age who are out-of-school	(*) 34

World Bank development indicator

Participation in education

Percentages of children in school are represented by Gross Enrolment Ratios (GER) and Net Enrolment Ratios (NER). GER is the number of pupils enrolled in a given level of education regardless of age expressed as a percentage of the population in the theoretical age group for that level of education. NER is the number of pupils in the theoretical age group who are enrolled expressed as apercentage of the same population

Primary Enrollment

Prmiary		1991	1992	2002	2007	2007 Regional average
GER (٪)	MF	...	...	(*) 71	85	108
	M	...	...	(*) 84	93	110
	F	...	...	(*) 57	76	106
NER (٪)	MF	...	...	...	(*) 66	86
	M	...	...	...	(*) 73	88
	F	...	...	...	(*) 59	84

59٪ of girls and 73٪ of boys are in primery school

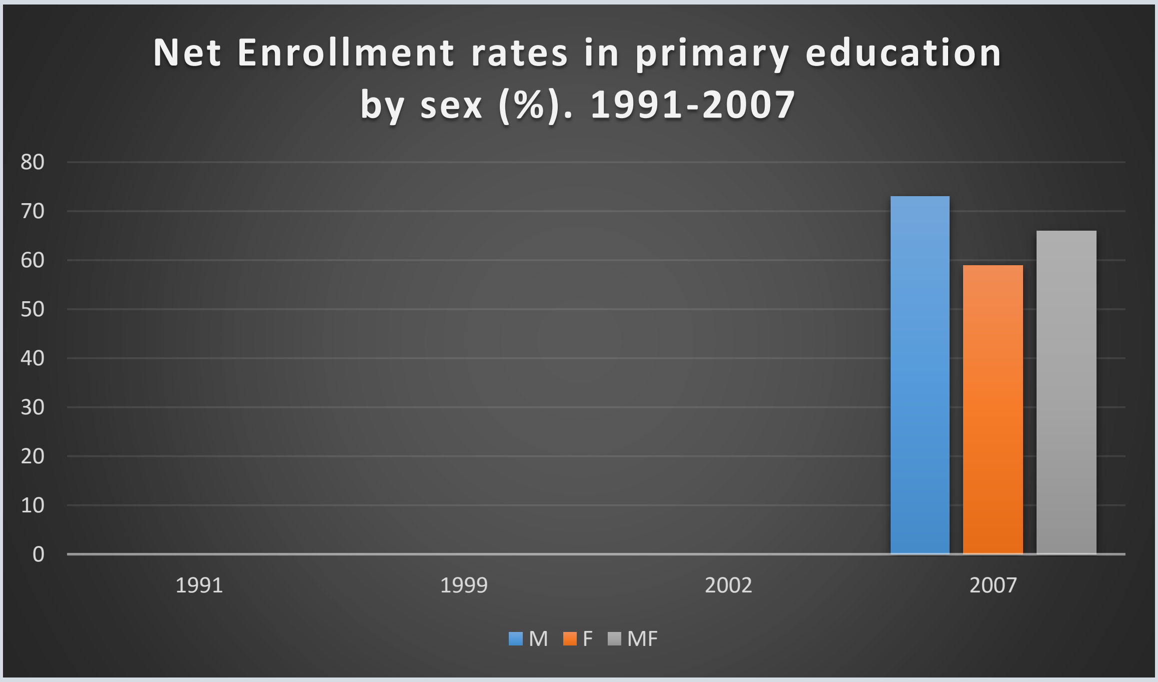

Secondary Enrollment

Secordary		1991	1992	2002	2007	2007 Regional average
GER (٪)	MF	...	...	...	32	53
	M	...	...	...	37	57
	F	...	...	...	28	50
NER (٪)	MF	...	(*) 22	...	32	...
	M	...	(*) 26	...	36	...
	F	...	(*) 18	...	28	...

28٪ of girls and 36٪ of boys are in primery school

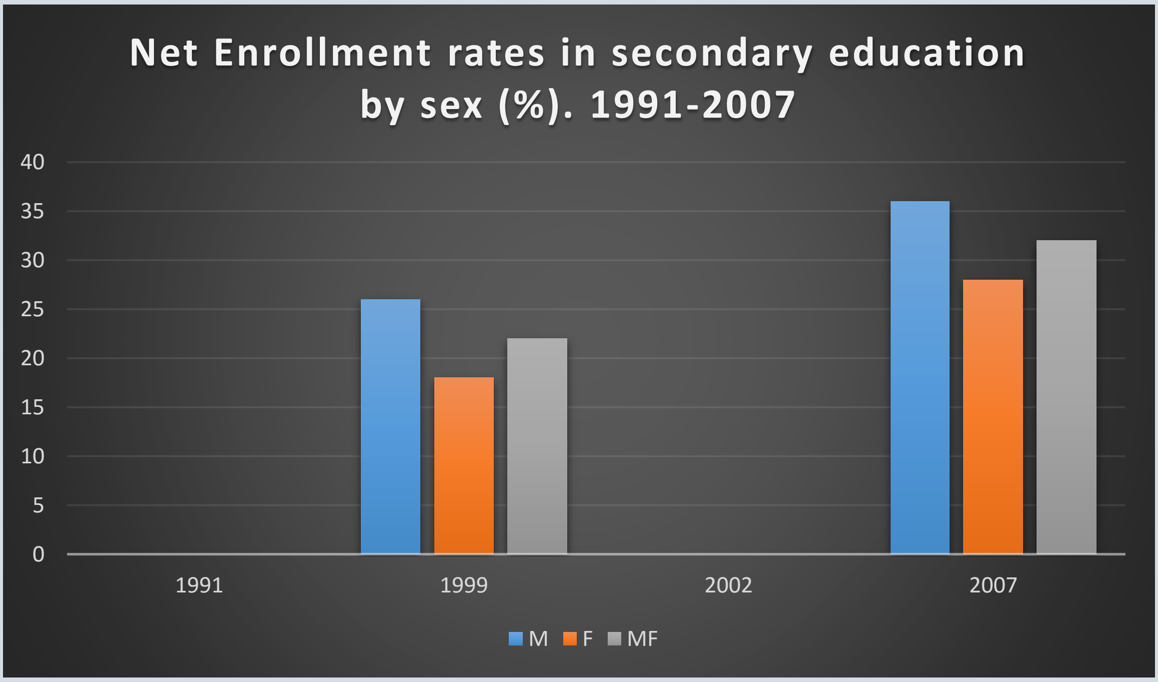

Tertiary Enrollment

Secordary		1991	1992	2002	2007	2007 Regional average
GER (٪)	MF	...	...	(**) 2	(*) 5	12
	M	...	...	(**) 3	(*) 6	14
	F	...	...	(**) 2	(*) 5	11

5٪ of the population of tertiary age are intertiary education

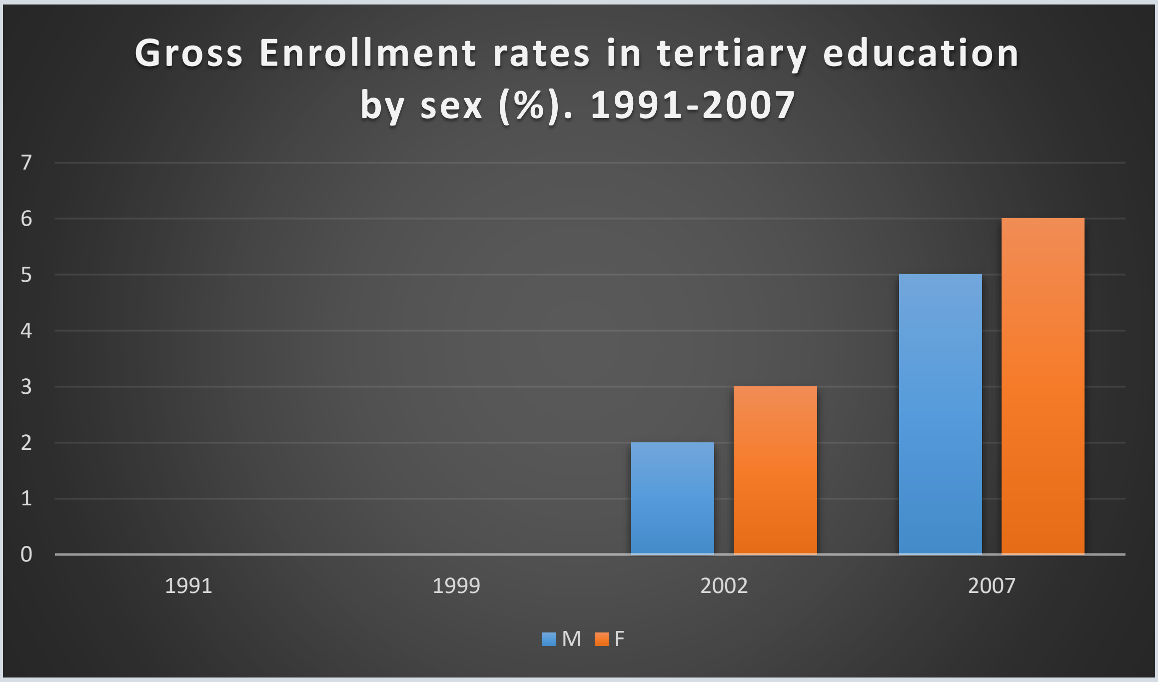

Progression and completion in education

2007

School life expectancy ISCED 1-6 (years)	(**)	6.8
Percentage of repeater, primary (%)		5
Survival rate to grade 5 (%)	(2004)	70
Gross intake rate to last grade of primary		60
Primary to secondary transition rate (%)		73

60% of children complete a full course of primary

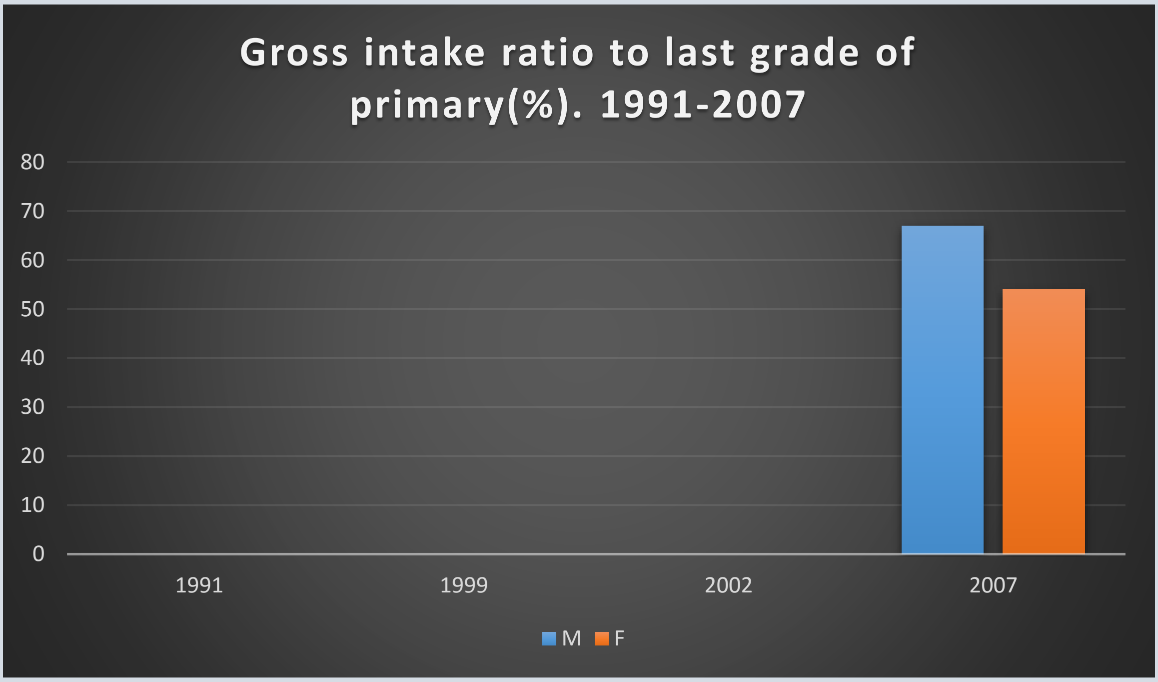

Resourses for education

2007

Pupil/teacher ratio (primary)	40
Public expenditure on education	
As % of GDP	2.8
As % of total government expenditure	11.2
Distribution of public expenditure per level (%)	
Pre-primary	
Primary	
Secondary	

Tertiary	
Unknown	

11.2٪ of government spending goes to education

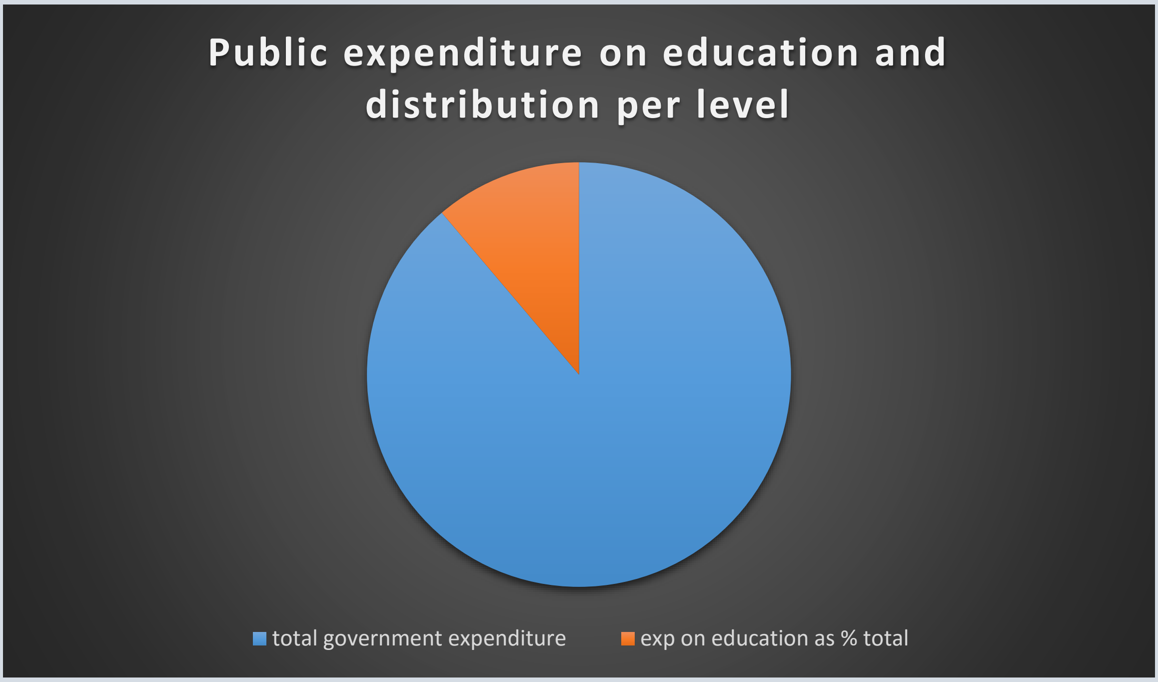

Literacy rates

Literacy rate		1990	2006	2007 Regional average
Adult (15=) ٪	MF	...	54.2	61.9
	M	...	67.7	73.2
	F	...	39.6	5.9

Youth (15-24) ٪	MF	…	69.2	79.3
	M	…	79.1	85.7
	F	…	58.4	733

54.2٪ of adults and 69.2٪ of youth are literate

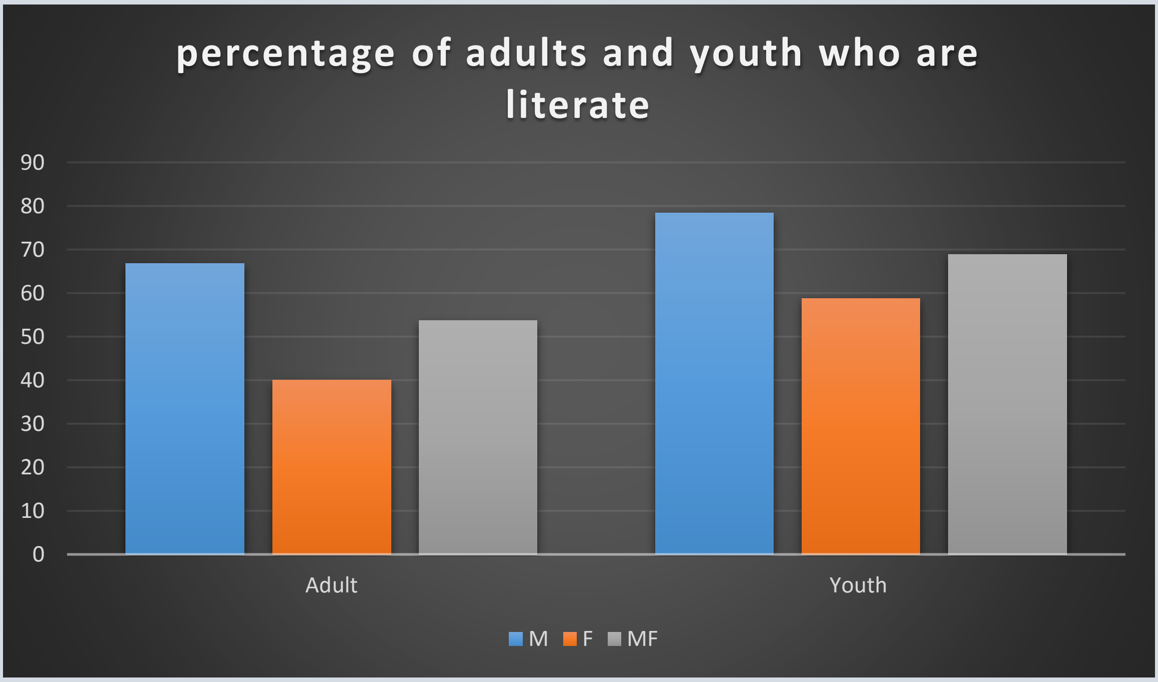

Footnote

All the education statistics, with the exception of the literacy data, refer to the year 2007 unless otherwise noted. For more information on rates of out-of-school children, or other indicators see the online education glossary.

** UIS estimated

* Notional estimated

حق تعلیم کی جد و جہد کے اثرات

آج مغرب میں عورت کو تعلیمی سہولتیں حاصل ہیں مگر اس جدوجہد میں اس کی نسوانیت، اس کی حیا اور اس کی عفت و عصمت کا جنازہ نکل چکا ہے ۔عورت کی تعلیم کا مقصد معاشرے میں اس کے کردار کو بہتر طور پر ادا کرنے سے نہیں رہا بلکہ اس کا مقصد معاشی ذمہ داریوں کا بوجھ لادنا ہوچکاہے

ایک طرف تو حال یہ تھا کہ عورت کو ناگزیر برائی ، شیطان کا دروازہ اور پست مخلوق قرار دیا گیا۔دوسری طرف حقوق کی آزادی کی جد و جہد محض آزادی کی جدوجہد میں بدل گئی۔ اگرچہ صنفی انقلاب نے عورت کو جبراً گھروں سے نکالا تھالیکن عورت نے اس آزادی کو اپنا حق سمجھ کر مردوں کے تسلط سے آزاد ہونے کی اس طرح کوشش کی کہ پھر وہ کسی مقام پر بھی جا کر نہ رک سکی۔ایک طرف نکاح سے اجتناب کا معاشرہ تھا تو اب آزادشہوت رانی کا عمل معاشرے میں جاری ہو گیا۔اس آزاد جنسی عمل کے نتیجے میں بقائے نسل کی ذمہ داری تن تنہا عورت پر آ گئی۔ جبکہ مردایک عورت کو چھوڑ کر دوسری عورت کی تلاش میں آزاد ہو گیا۔اس وجہ سے اسقاط حمل بھی عورت کے لئے ایک اہم کام بن گیا۔

مرد کی طرح عورت نے بھی بچوں کی پیدائش اور مسئلہ پرورش سے ہاتھ اٹھالیا۔اور خاندان کا ادارہ جو معاشرے کی بنیادی اکائی ہے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گیا۔بقائے نسل میں ہی بقائے انسانی پوشیدہ ہے۔ لیکن نادان انسانوں نے اسے محض لذت اورتسکین کا ذریعہ سمجھ لیا۔آج خاندان ختم ہونے سے ماں اور باپ کا کردار ہی ختم ہو گیا ہے۔اور بچوں کی اجتماعی پرورش کا پیشہ ور والدین کے تصورات پیش کئے جانے لگے ہیں۔اگرچہ قانون سازی کے

ذریعے عورت کے خلاف ہر سطح کے امتیازات کے خاتمہ کی بات ہو رہی ہے اور عورتوں کو تعلیم،سیاست ، ملازمت ،معیشت ہر جگہ مساوی حقوق حاصل ہورہے ہیں لیکن اب تحریک آزادی نسواں کے ایجنڈے میں جنسی آزادی، کنڈوم کے استعمال اور ہم جنس پرستی جیسے موضوعات پر قانون سازی کی باتیں ہورہی ہیں۔جس میں کہا جارہا ہے کہ اسقاط حمل کو قانونی قرار دیا جائے اور اس کا حق عورت کو دیا جائے۔ہم جنس پرستی اور جسم فروشی کو قانونی تحفظ دیا جائے۔بچے پیدا کرنے کا اختیار عورت کو دیا جائے چاہے تو وہ پیدا کرے چاہے نہ کرے۔

عورت کو اس کے روایتی کردار ماں، بہن ، بیوی اور بیٹی کے لئے مجبور نہ کیا جائے۔ عورت کی مظلومیت سے جو جد و جہد شروع ہوئی تھی وہ اب مردم بیزاری تک آپہنچی ہے۔ عورت تعلیم کے میدان میں ہر جگہ مرد سے آگے بڑھتی جارہی ہے۔ملازمتوں میں مردوں کی بے روزگاری اور عورتوں کے روزگار میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔فلاحی اداروں میں پلنے والے بچوں کی تعداد لاکھوں میں ہے۔اور اب تو بات بچے نہ پیدا کرنے پر آچکی ہے کہ مغربی عورت کی طرح اس وظیفہ کی انجام دہی کے لئے تیار نہیں۔آج مغرب کی عورت مردوں کے دل بہلانے کا سامان اور ان کے لئے زیادہ سے زیادہ جنسی طور پر پرکشش بنے کی دوڑ میں شریک ہوچکی ہے۔یہاں تک کہ خود تحریک نسواں کی آزادی کی تحریک چلانے والی خواتین رہنما عورت کے اس کردار پر چیخ اٹھی ہیں۔

آج ایسی رپورٹیں شائع ہورہی ہیں کہ نئے پیدا ہونے والے بچوں میں سے ہر تیسرا بچہ نا جائز ہے۔ہر سال لاکھوں انسان دنیامیں آنے سے پہلے ہی اسقاط حمل کے نتیجے میں قتل کر دیئے جاتے ہیں۔تعلقات زن و شوہر میں بے وفائی عام ہے۔

انیسویں صدی کے آغاز میں لوگوں کو یہ شکایت تھی کہ عورتوں کی تعلیم وتربیت پر ذرا بھی تو نہیں دی جاتی ۔ مگر آج تفریط سے ن کل کروہ خواتین افراط پر پہنچ چکی ہیں۔اور بڑی بڑی نسائیت کی تحریکیں برپا ہونے کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ یہ واجب ہے کہ عورت عورت ہی رہے مرد نہ بنے۔

سفارشات

اس صورتحال میں ویمن اینڈ فیملی کمیشن درج ذیل سفارشات پیش کرتا ہے۔

- شہری ، دیہی ہر علاقے میں عورت کو حق تعلیم دیا جائے اور اس سلسلے میں عورت کے عدم تحفظ کے احساس کو دور کیا جائے
- ایسے تمام مضامین جن میں عورت کو نسوانیت اور دین سے محروم کر دینے کا میلان پایا جائے انہیں تعلیم نسواں کے باب سے خارج کر دیا جائے
- عورتوں کے لئے ازسرنو نصاب سازی کی جائے۔نصاب کو اس طرح مدون کیا جائے کہ وہ اپنے دینی فرائض سے عہدہ برآ ہوسکیں تمدنی مقاصد کی تکمیل کرسکیں اور عائلی وظائف کی ادائیگی میں سرخرو ہوسکیں۔

- جن علاقوں میں خواتین کی تعلیم پر توجہ نہیں دی جاتی ان علاقوں میں عموی بیداری کی مہمات چلائی جائیں اور انہیں تعلیمی فوائد سے روشناس کرایا جائے۔
- صنفی امتیاز کی تعلیم کے بجائے صنفی احترام کی تعلیم کو اہمیت دی جائے۔تاکہ صنف کی بنیاد تعلیمی سہولتوں میں تفریق نہ کی جائے۔لڑکے اور لڑکیوں کے لئے اسکول ان کی تعداد کے مطابق بنائے جائیں اور ان کو اچھے طریقے سے وسائل کی مکمل دستیابی کے ساتھ چلایا جائے
- ویمن اسٹڈیز کے مضامین تمام یونیورسٹیوں میں شروع کئے جائیں اور اس مضمون میں پاکستان کی تہذیبی ، آئینی اور اخلاقی اقدار کی پاسداری کا خیال رکھا جائے۔
-]مذہبی اور اخلاقی تعلیم کے لئے ایک عورت کیلئے کم از کم بنیادی نصاب تیار کیا جائے جو ہر علاقے کے لحاظ سے تعلیم کے لئے آسان بنایا جائے۔ اور اس نصاب کوتعلیم بالغاں کے طور پر ہر جگہ لازمی قراردیا جائے۔
- جس طرح مردوں کی تعلیم کی ریاست ذمہ دار ہے اس طرح عورتوں کی تعلیم کی ذمہ داری بھی اسی پر ہے۔ہر صوبے میں خواتین کے لئےاعلیٰ تعلیمی ادارے اور یونیورسٹی قائم کی جائیں۔
- پیشہ ورانہ تربیت کے اداروں میں لڑکیوں کے لئے خواتین اساتذہ مقرر کی جائیں۔اور مالی مشکلات کو دور کرنے کے لئے لڑکیوں کو وظائف دیے جائیں۔
- پس ماندہ طبقات میں عورتوں اور لڑکیوں کو ان کے ماحول اور آبادیوں میں تعلیم وتربیت کے مواقع فراہم کئے جائیں تا کہ تعلیمی عمل میں ان کی زیادہ سے زیادہ شمولیت ہو سکے۔

- ابتدائی تعلیم تمام بچوں اور بچیوں کے لیے لازمی ہو۔ہر یونین کونسل اپنے حلقے میں رہائش پزیر بچوں کی مفت ابتدائی تعلیم کی فراہمی کی پابند ہو۔

Asia > Pakistan > Education

PAKISTANI EDUCATION STATS:

Top Stats All Stats View this page with: Just Stats Sources Definitions Both

Average years of schooling of adults	3.9	75th of 100
Children out of school, primary	6,303,212	1st of 126
Duration of compulsory education	5years	169th of 171
Duration of education > Primary level	5	143rd of 181
Duration of education > Secondary level	7	38th of 181
Education enrolment by level > Tertiary level	401,056	41st of 150
Education spending (% of GDP)	1.8%	127th of 132
Education spending (% of total government expenditure)	7.8%	93rd of 96
Education, primary completion rate	63	100th of 148
Female enrolment share > Primary level	35.9%	176th of 176
Female enrolment share > Secondary level	39.5%	153rd of 170
Geographical aptitude results	69.666%	99th of 191
Illiteracy rates by sex, aged 15+	54.3%	13th of 138

Literacy > Definition

Age 15 and over can read and write

Literacy > Male	63%	5th of 156
Literacy > Total population	49.9%	5th of 160
Primary school girls out of school	55%	16th of 99

Public spending on education, total > % of government expenditure	10.94%	40th of 103
Pupil-teacher ratio, primary	38.34	28th of 159
Women to men parity index, as ratio of literacy rates, aged 24–15	0.69	8th of 138

View all Education stats

SOURCES: UNESCO; World Development Indicators database: Source: UNESCO UIS Data UNESCO Institute for Statistics, United Nations Human Development Programme; The Geography Zone; All CIA World Factbooks 18 December 2003 to 18 December 2008; Household survey data, net enrolment data from UNESCO, and data from UNICEF country offices.

ALTERNATIVE NAMES: Pakistan, Islamic Republic of Pakistan

10: Economic, Social and Cultural Rights, 13 March-21 April, 2006

Submitted by Franciscans International and the World Council of Churches, non-governmental organizations in general consultative status and Dominicans for Justice and

Peace, Pax Christi International and Pax Romana, international non-governmental organizations in special consultative status.

Article 13 of the International Covenant on Economic, Social and Cultural Rights

1. The States Parties to the present Covenant recognize the right of everyone to education. They agree that education shall be directed to the full development of the human personality and the sense of is dignity, and shall strengthen the respect for human rights and fundamental freedoms. They further agree that education shall enable all persons to participate effectively in a free society, promote understanding tolerance and friendship among all nations and all racial, ethnic or religious groups, and further the activities of the United Nations for the maintenance of peace.
2. The development of a system of schools at all levels shall be actively pursued an adequate fellowship system shall be established and the material conditions of teaching staffshall be continuously improved.

The Constitution of Pakistan framed in 1973 promised to its citizens in Article 37(b) & (c) that "the State shall remove illiteracy and provide free and compulsory secondary education within the minimum possible period; make technical and professional education generally available and higher education equally accessible to all on the basis of merit."

The Constitution also corresponds with Article 26 (1) of the Universal Declaration of Human Rights which says that "Everyone has the right to education Education shall be free at least in the elementary and fundamental stages. Elementary education shall be compulsory. Technical and professional education shall be made generally available and higher education shall be equally accessible to all on the basis of merit".

Right to Education

- Introduction
- Rights at Stake
- International and Regional Instruments of Protection and Promotion
- National Protection and Service Agencies
- Advocacy, Educational and Training Materials
- Other Resources

Introduction

The right to education is a fundamental human right. Every individual, irrespective of race, gender, nationality, ethnic or social origin, religion or political preference, age or disability, is entitled to a free elementary education. This right is explicitly stated in the United Nations Universal Declaration of Human Rights (UDHR), adopted in 1948:

"Everyone has the right to education Education shall be free, at least in the elementary and fundamental stages.

Elementary education shall be compulsory. Technical and professional education shall be made generally available and higher education shall be equally accessible to all on the basis of merit"....Article 26

Ensuring access to education is a precondition for full realization of the right to education. Without access, it is not possible to guarantee the right to education.

Quality of education is the other side of coin. Providing access to schools secures only one part of the right to education. Once in school, children can be subjected to indoctrination (e.g., in communist countries). As stated, in the UDHR:

..."Education shall be directed to the full development of the human personality and to the strengthening of respect for human rights and fundamental freedoms. It shall promote understanding, tolerance and friendship among ... racial or religious groups...."(Article 26)

The right to education does not limit education to the primary or the first stage of basic education, or among children of a particular age range. The right to education is also not an end to itself, but an important tool in improving the quality of life. Education is key to economic development and the enjoyment of many other human rights. Education provides a means through which all people can become aware of their rights and responsibilities, which is an essential tool for achieving the goals of equality and peace.

Katerina Tomasevski, former United Nations Special Rapporteur on the right to education, points out:

"There is a large number of human rights problems, which cannot be solved unless the right to education is addressed as the key to unlock other human rights. Education operates as multiplier, enhancing the enjoyment of all individual rights, freedoms where the right to education is effectively guaranteed, while depriving people of the enjoyment of many rights and freedoms where the right to education is denied or violated".

As part of the United Nations Literacy Decade (2003-2012), the Commission on Human Rights and member states

1. To give full effect to the right to education and to guarantee that this right is recognized and exercised with discrimination of any kind,
2. To take all appropriate measures to eliminate obstacles limiting effective access to education, notably by one including pregnant girls, children living in rural areas, children belonging to minority groups, indigenous children, migrant children, refugee children, internally displaced children, children affected by armed conflict children with disabilities, children with human immunodeficiency virus/2cquired immunodeficiency syndrome (HIV/AIDS) and children deprived of their liberty." (Resolution 2002/23)

Thus, education about human rights is closely related to the right to education. International and regional human rights noted in various documents (declarations, resolutions, and conventions) emphasize that the knowledge of human rights should be a priority in education policies.

Back to Top

Rights at Stake

The human right to education entities every individual to:

1. Free and compulsory elementary education, and to readily available forms of secondary and higher education
2. Freedom from discrimination in all areas and levels of education, and to equal access to continuing education and vocational training
3. Information about health, nutrition, reproduction, and family planning.

The human right to education is inextricably linked to other fundamental human rights? Rights that are universal, indivisible, interconnected, and interdependent including the right to:

- Equality between men and women and to equal partnership in the family and society
- Work and receive wages that contribute to an adequate standard of living
- Equality between the boy-child and girl-child in all areas, including education, health, nutrition, and employment

- Freedom of thought, conscience, religion, and belief
- Freedom from discrimination in all areas and levels of education
- Leam in one's own language
- Education for children of migrant workers
- Education for persons with disabilities and the freedom from discrimination in access to education
- Share in the benefits of scientific progress

Key Assistance Agencies

Several agencies around the world are working to make education available to all:

United Nations Educational Scientific and Cultural Organization (UNESCO)

The main objective of UNESCO is to contribute to peace and security in the world by promoting collaboration among nations through education, science, culture, and communication. This will further universal respect for justice, for the rule of law, and for the human rights and fundamental freedoms that are affirmed for the peoples of the world, without distinction of race, sex, language, or religion, by the Charter of the United Nations. The United Nations Literacy Decade (2003-2012) aims to extend the use of literacy to those who do not currently have access to it. More than 861 million adults are in that position, and over 113 million children are not in school and therefore not in a position to learn to read or write either

United Nations Children's Fund (UNICEF)

Created by the United Nations General Assembly in 1946 to help children after World War II in Europe, UNICEF was first known as the United Nations International Children's Emergency Fund. In 1953, UNICEF became a permanent part of the United Nations system, its task being to help children living in poverty in developing countries. Its name was shortened to the United Nations Children's Fund, but it retained the acronym "UNICEF." by which it is known to this day.

Believing in quality education for all, UNICEF helps children get the care and stimulation they need in the early years of life and encourages families to educate girls as well as boys. UNICEF supports young people, wherever they are, in making informed decisions about their own lives, and strives to build a world in which all children live in dignity and security, UNICEF's work is geared toward ensuring that all children realize their right to education, and that every child has the opportunity to develop to his or her full potential. Working with national governments, non-governmental organizations (NGOs), other United Nations agencies and private-sector partners, UNICEF protects children and their rights by providing services and supplies and by helping shape policy agendas and budgets in the best interests of children

World Bank

Since it began funding education funding in 1963, the World Bank has provided over U.S. $30 billion in loans and credits. It currently finances 153 projects in 79 countries. Working closely with national governments, United Nations agencies, donors, NGOs, and other partners, the Bank helps developing countries in their efforts to reach the Education for All (EFA) goals of achieving universal primary education for all children by 2015 and reducing the education gap between boys and girls by 2005.

International Labour Organization (ILO)

The ILO is the UN specialized agency that seeks the promotion of social justice and internationally recognized human and labor rights. Founded in 1919, it is the only surviving major creation of the Treaty of Versailles, which created the League of Nations. It became the first specialized agency of the UN. The ILO is known for its long-standing work on vocational training policy and structures, but it also has an active program in education. The ILO's specialty lies in its detailed technical knowledge of what constitutes good employment practices - recruitment, career development, salaries, working conditions, and labor relations -- as the basis for education reform and quality. Since the 1950s, ILO'S work has focused on researching, promoting, and sharing information on standards and best practices. It is important (though often overlooked in education sector work) because the salaries of educational personnel take up 60 to 95 percent

of governments' annual expenditures on education; it is highest in developing countries.

International and Regional Instruments for Protection and Promotion

International legal instruments take the form of a treaty (also called agreement, convention, or protocol) that binds the contracting states to the negotiated terms. When negotiations are completed, the text of a treaty is established as authentic and definitive and is "signed by the representatives of states. A state can agree to be bound to a treaty in various ways. The most common are ratification or accession. Accan treaty is ratified by those states that have negotiated the instrument, a state that has not participated in the negotiations may, at a later stage, accede to the treaty. The treaty enters into force, or becomes valid, when a pre-determined number of states have ratified or acceded to the treaty.

When a state ratifies or accedes to a treaty, that state may make reservations to one or more articles of the treaty, unless reservations are prohibited by the treaty. Reservations may normally be withdrawn at any time. In some countries, international treaties take precedence over national law, in others a specific law may be required to give a ratified international treaty the force of a national law. Practically all states that have ratified or acceded to an international treaty must issue decrees, change existing laws, or introduce new legislation in order for the treaty to be fully effective on the national territory.

The binding treaties can be used to force governments to respect the treaty provisions that are relevant for the right to education. The non-binding instruments, such as declarations and resolutions, can be used in relevant situations to embarrass governments by negative public exposure; governments who care about their international image may consequently adapt their policies.

The following international instruments protect and promote the right to education:

UNITED NATIONS

Universal Declaration of Human Rights (1948) (Preamble, article 26)

Education is defined as a right in itself, but the text of the UDHR also implies that education is a means to an end, rather than an end in itself. Education is seen as the process through which all citizens can become aware of their rights and responsibilities, so that peace as well as prosperity can be secured for all nations and peoples. The UDHR's definition of the role of education in and for human rights is reflected in later international standards.

Convention (No. 111) Concerning Discrimination in Respect of Employment and Occupation(1958)

(Article 3)

The International Labour Organization (ILO)'s Convention Concerning Discrimination in Respect of Employment and

Occupation declares as its aim the promotion of "equality of opportunity and treatment in respect of employment and occupation, with a view to eliminating any discrimination in respect thereof." and calls upon education to assist in securing this. States are required to "enact such legislation and to promote such educational programmes as may be calculated to secure the acceptance and observance of this policy..." (Article 3)

Convention against Discrimination in Education(1960)

UNESCO member states have adopted two treaties aimed at eliminating discrimination in education. These include the 1960 Convention against Discrimination in Education and the Protocol Instituting a Conciliation and Good Offices Commission to be responsible for seeking a settlement of any disputes which may arise between States Parties to the Convention against Discrimination in Education, which was adopted in 1962 and entered into force in 1968.

International Covenant on Economic, Social and Cultural Rights (1966) (article 13)

The main UN treaty on civil and political rights, the 1966 International Covenant on Economic, Social and Cultural Rights, defines education as "...directed to the full development of the human personality and the sense of its dignity, and shall strengthen the respect for human rights and fundamental freedoms...[it] ...shall enable all persons to participate in a free society, promote understanding,

tolerance and friendship among all nations, and all racial, ethnic or religious groups, and further the activities of the United Nations for the maintenance of peace..." (Article 13)

Convention on the Elimination of all forms of Discrimination against Women(1979)

The women's rights convention from 1979, known as the Convention on the Elimination of all forms of Discrimination Against Women, and often abbreviated as CEDAW, obliges state parties to: "... take all appropriate measures to eliminate discrimination against women in order to ensure to them equal rights with men in the field of education and in particular to ensure, the basis of equality of men and women:... The elimination of any stereotyped concept of the roles of men and women at all levels and in all forms of education by encouraging coeducation and other types of education which will help to achieve this aim and, in particular, by the revision of textbooks and school programs and the adaptation of teaching methods..." (Article 10)

Back to Top

AFRICAN UNION (FORMERLY ORGANIZATION OF AFRICAN UNITY, OAU)

African Charter on Human and Peoples' Rights (1981) (article 25)

The main human rights instrument of the African Union guarantees the rights to human rights education in the African

Charter on Human and Peoples' Rights: "States Parties of the present Charter shall have the duty to promote and ensure through teaching, education and publication, the respect of the rights and freedoms contained in the present Charter and to see to it that these freedoms and rights as well as corresponding obligations and duties are understood..." (Article 25)

COUNCIL OF EUROPE

The Council of Europe is a regional intergovernmental organization consisting of 45 countries. It aims to defend human rights, parliamentary democracy and the rule of law. All members of the European Union also belong to the Council of Europe.

The Council of Europe has adopted several declarations about the right to human rights education. In the Council of Europe's 1981 Declaration Regarding Intolerance - A Threat to Democracy, it states: "The Committee of the Council of Europe decides to promote an awareness of the requirements of human rights and the ensuing responsibilities in a democratic society, and to this end, in addition to human rights education, to encourage the creation in schools, from the primary level upwards, of a climate of active understanding of and respect for the qualities and culture of others..." (Paragraph IV.iii)

The Council of Europe's 1982 Declaration on the Freedom of Expression and Information states: "The member states of the Council of Europe resolve to intensify their cooperation in order to promote. through teaching and education the

effective exercise of the freedom of expression and information; [and] c) to promote the free flow of information, thus contributing to international understanding, a better knowledge of convictions and traditions, respect for the diversity of opinions and the mutual enrichment of cultures..."(Paragraph 3.b)

And, the 1988 Declaration on the Equality of Women and Men of the Committee of Ministers of the Council of Europe states: "The Council of Europe member states stress the importance for the achievement of the above-mentioned strategies of informing and educating people in suitable ways and making them realize the injustices and adverse effects of inequalities of rights, treatment and opportunities, together with the need for unrelenting vigilance in order to prevent or remedy any act or form of discrimination founded on sex..."(Paragraph 7)

ORGANIZATION OF AMERICANSTATES (OAS)

Protocol of San Salvador: Additional Protocol to the American Convention on Human Rights in the Area of Economic, Social, and Cultural Rights (1988) (article 13). This Additional Protocol was adopted in 1988 and entered into force on November 16, 1999. It focuses on the state's obligation to promote social, economic, and cultural human rights, including the right to education. It demonstrates that states may fulfill these obligations through enacting legislation, enforcing measures of protection, and refrain from discrimination.

[Back to Top]

National Protection and Service Agencies

Under international human rights law govemments are responsible for creating laws and service agencies to protect the right to education for all. Citizens can then use the legal system and other available mechanisms to prosecute individuals or groups who violate human rights. Nevertheless, the key requirement of the right to education, making primary education free, compulsory, and all encompassing, has not been translated into reality. Despite provisions of international human rights treaties and the Comention on the Rights of the Child positing that every child has the right to education, about 120 million children don't have access to education; two-thirds of which are girls.

Of note, the vast majority of children who have no access to school are poor, come from families that are heavily indebted, and live in countries at war or where warfare has recently ended.

The table below illustrates that there are 44 countries where there is no explicit constitutional guarantee of the right to education, while there is such a guarantee in 142 countries.

Strengthened and broadened commitments to gender equality have not yet made gender equality in education a reality. Getting girls into schools often does not occur because education as a single sector does not on its own, generate sufficiently attractive incentives for the girls' parents. And,

even if they are educated, girls cannot apply their learning to sustaining themselves and/or helping their parents. Schooling appears to have no benefit when women do not have access to employment, are precluded from becoming self employed, do not have a choice as to whether to marry or bear children, and have no opportunities for political representation.

Children may also be excluded from schooling because they are indigenous, refugees, or because they don't have identity papers. In many countries non citizens do not have a legally recognized right to education, excluding asylum seeking and refugee children.

In addition, children with disabilities may be excluded from school, whatever the law says, because the buildings make their access impossible, there is no trained staff to work with them, and the environment is not welcoming. Providing education for children with disabilities may require increased costs. However, denials of education are rarely based on cost alone.

The realization of right to education for children depends on creation of an effective conceptual framework, based on equal rights and the best interests of each child. Schools should adapt to each child rather than rejecting those labeled "difficult to educate." Educational policies, school curricula, teaching materials, any training program, should refleet and be developed in accordance with human right principles. Human rights concepts and values should be an integral part

of all process of education. Any training or educational program, to be consistent with human rights principles should provide knowledge and information about human rights and also seek to develop attitude and behavior respectful of those rights. This sh include the development of basic skills, such as critical thinking, communication skills, problem solving, and negotiation, as essential to the implementation of human rights standards. Because it is well known that children learn through observation rather than exhortation, the recognition of their rights in education, will greatly facilitate human rights education.

As such, the orientation and contents of curricula and textbooks, the rights and duties of teachers, methods of instruction, protection against violence, the language of instruction, and enforcement of school discipline should build on and reflect human rights principles and values. Recognition of human rights in education is the necessary prerequisite for the teaching of human rights. Human rights cannot be taught and learned in an environment that goes against human rights.

Human rights safeguards have been directed particularly at compulsory education because, as the United States Supreme Court has noted, attendance is involuntary, and thus compulsory education involves the coercive power of the State. Respect for parental freedom to have their children educated in accordance with their religious, moral or philosophical convictions has been affirmed in all general human rights treaties and is continuously subjected to

litigation. The European Court of Human Rights has affirmed that human rights law "requires the State actively to respect parental convictions within the public schools," and the (former) European Commission on Human Rights added that the State's obligation to respect parental convictions "prohibits any indoctrination of pupils." International human rights law also obligates the State to respect the freedom of parents and communities to establish and operate schools. The rationale is, in the words of the Supreme Court of Spain, to remove the State's monopoly over education and protect educational pluralism.

It is important to remember that children are not legally subjects of the right to education, but rather objects of agreements between their parents and their school.

Right to Education

From Wikipedia, the free encyclopedia

The right to education is recognized as human right by the United Nations and is understood to establish an entitlement to free, compulsory primary education for all children, as obligation to develop secondary education accessible to all the children, as well as equitable access to higher education, and a responsibility to provide basis education for Individuals who have not completed primary education. In addition to these access to education provisions the right to education encompasses also the obligation to eliminate discrimination at

all levels of the otucational system, to set minimum standards and to improve quality[2] .

The right to eduction is enshrined in Article 26 of the Universal Declaration of Human Rights and Article 14 of the International Covenant on comic, Social and Cultural Rights.[3][4]The right to educative has also been reaffirmed in the 1960 UNESCO Convention against Discrimination in Education, 1st Protocol of ECHR and the 1981 Covention on the Elimination of All Forms of Discrimination Against Women [5]

The right to education may also include the right to freedom of education. [Citation needed]

Contents

1. Definition
2. Fulfilling the right to education
3. Development of the right to education
4. Implementation
    - Role of the State
    - Compulsory education
5. See also

5.1 Lawsuits

6. References
7. External links

Definition

Education narrowly refers to formal institutional instructions. Generally, International instruments use the

term in this sense and the right to education, as protected by international human rights instruments refers primarily to education in a narrow sense. The 1960 UNESCO Convention against Discrimination in Education defines education in Article 1(2) as: all types and levels of education (including access to education, the standard and quality of education, and the conditions under which it is given. [6]

In a wider sense education may describe “all activities by which a human group transmits to its descendants a body of knowledge and skills and a moral code which enable the group to subsist" (6) in this sense education refers to the transmission to a subsequent generation of those skills needed to perform tasks of daily living, and further passing on the social, cultural, spiritual and philosophical values of the particular community. The wider meaning of education has been recognised in Article 1 (a) of UNESCO 1974 Recommendation concerning Education for International Understanding, co-operation and peace and Education relating to Human Rights and Fundamental Freedoms. [7] The article states that education implies:

"the entire process of social life by means of which individuals and social groups team to develop consciously within and for the bencfit of the national and interational communities, the whole of their personal capabilities, attitudes, aptitudes and knowledge. "[6]

The European Court of Human Rights has defined education in a narrow sense as teaching or instructions... in

particular to the transmission of knowledge and to intellectual development and in a wider sense as "the whole process whereby, in any society, adults endeavour to transmit their beliefs, culture and other values to the young "[6]

Fulfilling the right to education

The fulfilment of the right to education can be assessed using the 4 As framework, which asserts that for education to be a meaningful right it must be available, accessible, acceptable and adaptable. The 4 As framework was developed by the former UN Special Rapporteur on the Right to Education, Katarina Tomasevski, but is not necessarily the standard used in every interational human rights instrument and hence not a generic guide to how the right to education is treated under national law[8] .

The 4 As framework proposes that governments, as the prime duty-bearer, has to respect, protect and fulfil the right to education by making education available, accessible, acceptable and adaptable. The framework also places duties on other stakeholders in the education process: the child, which as the privileged subject of the right to education has the duty to comply with compulsory education requirements, the parents as the “first educators” and professional educators, namely teachers[8] .

The 4 As have been further elaborated as follows[9] :

- **Availability**-education is free and government-funded and there is adequate infrastructure and trained teachers able to support education delivery[10] .
- **Accessibility** - the system is non-discriminatory and accessible to all, and positive steps are taken to include the most marginalised[11].
- **Acceptability** - the content of education is relevant, non-discriminatory and culturally appropriate, and of quality. The school itself is safe and teachers are professional[12] .
- **Adaptability** - education can evolve with the changing needs of society and contribute to challenging, inequalities, such as gender discrimination, and can be adapted locally to suit specific contexts[13] .

A number of international NGOs and charities work to realise the right to education using a rights-based approach to development.[citation needed]

[Edit]Development of the right to education

In Europe, before the Enlightenment of the eighteenth and nineteenth century, education was the responsibility of parents and the church. With the French and American Revolution education was established also as a public function. It was thought that the state, by assuming a more active role in thesphere of education, could help to make education available and accessible to all. Education had thus far been primarily available to the upper social classes and

public education was perceived as a means of realising the egalitarian ideals underlining both revolutions[14].

However, neither the American Declaration of Independence (1776) nor the French Declaration of the Rights of Man (1789) protected the right to education as the liberal concepts of human rights in the nineteenth century envisaged that parents retained the primary duty for providing education to their children. It was the states obligation to ensure that parents complied with this duty, and many states enacted legislation making school attendance compulsory. Furthermore child labour laws were enacted to limit the number of hours per day children could be employed to ensure children would attend school. States also became involved in the legal regulation of curricula and established minimum educational standards[15].

In On Liberty John Stuart Mill wrote that an "education established and controlled by the State should only exist, if it exists at all, as one among many competing experiments, carried on for the purpose of example and stimulus to keep the others up to a certain standard of excellence." Liberal thinkers of the nineteenth century pointed to the dangers to too much state involvement in the sphere of education, but relied on state intervention to reduce the dominance of the church, and to protect the right to education of children against their own parents. In the latter half of the nineteenth century, educational rights were included in domestic bills of rights, [16] The 1849 Paulskirchenverfassung, the constitution

of the German Empire, strongly influenced subsequent European constitutions and devoted Article 152 to 158 of its bill of rights to education.

The constitution recognised education as a function of the state, independent of the church. Remarkable at the time, the constitution proclaimed the right to free education for the poor, but the constitution did not explicitly require the state to set up educational institutions. Instead the constitution protected the rights of citizens to found and operate schools and to provide home education. The constitution also provided for freedom of science and teaching, and it guaranteed the right of everybody to choose a vocation and train for it[17] .

The nineteenth century also saw the development of socialist theory, which held that the primary task of the state was to ensure the economic and social well-being of the community through government intervention and regulation. Socialist theory recognised that individuals had claims to basic welfare services against the state and education was viewed as one of these welfare entitlements. This was in contrast to liberal theory at the time, which regarded non-state actors as the prime providers of education.

Socialist ideals were enshrined in the 1936 Soviet Constitution, which was the first constitution to recognise the right to education with a corresponding obligation of the state to provide such education. The constitution guaranteed free and compulsory education at all levels, a system of state

scholarships and vocational training in state enterprises. Subsequently the right to education featured strongly in the constitutions of socialist states. [18] As a political goal, right to education was declared in F. D. Rooseveli's 1944 speech on the Second Bill of Rights.

[Edit]Implementation

International law does not protect the right to pre-primary education and international documents generally omit references to education at this level. [19] The Universal Declaration of Human Rights states that "everybody" has the right to education, hence the right aecures to all individuals, although children are understood as the main beneficiaries [20]

The rights to education are separated into three levels:

- Primary Elemental or Fundamental) Education. This shall be compulsory and free for any child regardless of their nationality, gender, place of birth, or any other discrimination. Upon ratifying the International Covenant on Economic, Social and Cultural Rights States must provide free primary education within two years.
- Secondary (or Elementary, Technical and Professional in the UDHR) Education must be generally available and accessible.
- Higher Education (at the University Level) should be provided according to capacity. That is, anyone who

meets the necessary education standards should be able to go to university.

Both secondary and higher education shall be made accessible "by every appropriate means, and in particular by the progressive introduction of free education". [21] The only country that has declared reservations about introducing free secondary or higher education is Japan[22]

[Edit]Role of the State

Today education is considered an important public function and the state is seen as the chief provider of education through the allocation of substantial budgetary resources and regulating the provision of education. The pre-eminent role of the state in fulfilling the right to education is enshrined in the 1966 International Covenant on Economic, Social and Cultural Rights. Traditionally, education has been the duty of a child's parents, however with the rise of systems of education, the role of parents has diminished. [23] With regards to realising the right to education the World Declaration on Education for

All, adopted at the 1990 World Conference on Education for All states that "partnerships between government and non-governmental organisations, the private sector, local communities, religious groups and families" are necessary. [24]

[Edit]Compulsory education

The realisation of the right to education on a national level may be achieved through compulsory education, or more specifically free compulsory primary education, as stated in both the Universal Declaration of Human Rights and the International Covenant on Economic, Social and Cultural Rights. [25[26][

The Impact of Women's Education on Fertility in Latin America:

Searching for Explanations

By Teresa Castro Martin and Fatima Juare

According to data from Demographic and Health Surveys for nine Latin American countries, women with no education have large families of 6-7 children.whereas better educated women have family sizes of 2-3 children, analogous to those of women in the developed world. Despite these wide differentials in actual fertility desired family size is surprisingly homogeneous throughout the educational spectrum.

While the least educated and the best educated women share the small family norm, the gap in contraceptive prevalence between the two groups ranges from 20-50 percentage points. Better educated women have broader knowledge, higher socioeconomie status and less fatalistic attitudes toward reproduction than do less educated women.

Results of a regression analysis indicate that these cognitive, conomic and attitudinal assets mediate the influence of schooling on reproductive behavior and partly explain the wide fertility gap between educational strata.

International Family Planning Perspectives 21:52:57 & 80, 1995

Education has long been recognized as a crucial factor influencing women's childbearing patterns; an extensive demographie literature is devoted to examining the role of female education in promoting sustained fertility decline. The accumulated evidence provides a compelling rationale for focusing on increased investment in education and the elimination of institutional and cultural barriers to women's schooling in policies aimed at promoting development and reducing fertility. 2

Although the association between education and fertility was a constant theme in the early literature, the availability of data for the large number of countries that participated in the World Fertility Surveys (WFS) in the 1970s considerably improved our understanding of the relationship. The documentation of empirical patterns for a wide variety of settings inspired increasingly complex views: Demographers no longer regarded the impact of education on fertility as automatic, but as conditioned by the level of development, social organization, gender stratification and cultural milieu of the surrounding society.

This new awareness of the complexity of the relationship was accompanied by a shift in the focus of research, in which the earlier emphasis on statistical associations was replaced by an interest in exploring the processes underlying the impact of education on reproductive behavior. In the search for such mediating mechanisms, most of the attention was directed to the proximate determinants of fertility, a legitimate focus given the importance of biological factors in the reproductive process. However, this focus somehow distorted the original goal of understanding the education-fertility relationship in all its complexity and richness. Ultimately, one has to go outside the biological realm to search for explanations for the impact of education on both fertility and its proximate determinants.

Regardless of the approach followed, female education has become an essential component of fertility analysis. Information on schooling is routinely collected in all demographic surveys, and educational attainment is a standard criterion used to examine fertility differentials. However, our very familiarity with education as an independent variable" means that its significance is sometimes taken for granted. The study we discuss in this article provides some insighton what education means to women, in terms of cognitive, economic and normative assets. First, we examine recent educational levels and trends among Latin American women and present empirical evidence on the relationship between education and fertility in the Latin American context. Then we explore how the early experience

of schooling transforms a woman's adult world, and link these changes to her reproductive behavior.

CONCEPTUALFRAMEWORK

More recently, it has been identified is a catalyst of "modernization” in innovation diffusion theories.3 At the microsocial level, educated women really portryed forerunner of the fertility transition, that is, as pioneer of sulle familien Given the difficulty of collecting as an income, occupation or social status in demographic surveys, education is typically is an index of socioeconomic status and as surrogate for hard-to-measure concepts, such as opportunity costs.

Moreover, education is frequently the only available indicator for the more comprehensive concept of women's status, which positions women vis-a-vis man in both the bumily and society. 4 This wide rango of concepts for which education serves as a proxy reflects the multifacetonature of the educational experience.

The sociology of education literature has drawn tention to various relevant features of the schooling experience. Some perspectives have highlighted the role of the school in knowledge transmission and Cognitive development, while others have complained education is a factor of production that generates wealth. Another focus has been the social organization of schooling and its socialization functions. Inspired by these brond approaches, we examine the

following three key dimensions of education and subsequently explore their replications for fertility behavior.

- Education as a source of knowledge Knowledge transmission is probably the school's most explicit goal Schooling imparts literacy skills, enables pupils to proces a wide range of information, and stimulates cognitive changes nimpe an individual's interaction with the surrounding world.
- Education as a vehicle" of cioeconomic advancement Education not only enhances cognitive abilities, it opens up economic opportunities and social mobility. In most societies, educational credentials are the primary criteria for entry into formal employment and for sunting individuals into the hierarchy ofcoupations
- Education as a transformer" of attitudes. Schooling's role in attitude formation goes far beyond the chancement of conceptual reasoning and may lead to crucial transformations in mpirations and eventually, to questioning traditional beliefs and authority structures.